رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

انه اوى القرية

الحکم

Digitized by Khilafat Library

چہ گویم با تو گرائی چہاردر قادیان مینی | دوا مینی شفا مینی غرض دارالامان مینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص معاونین سے عـ (۳) ہندوستان باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲

جلد ۹ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۰۵ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ | نمبر ۱۷

فہرست مضامین

امور منزلیہ

نیاز مند ایڈیٹر الحکم اپنے محسن مولیٰ کریم کی لا انتہا فضل و کرم مین سے کسی ایک کی بہی شکر گزاری کے قابل نہین اسکے احسانات اس عاجز پر لاتعد و لاتحصی ہین + اس سے بڑہکر کیا احسان ہوگا کہ اسنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کا ایک عظیم الشان کام اپنے فضل سے سپرد کیا۔ جو وہ الحکم کو ذریعہ شان مہدویت کے اظہار مین کر رہا ہے۔ پہر بقائے نوع کی فطری خواہش کی تقاضے کو اس ودود کریم ربنے اولاد عطا فرماکر پورا کیا۔ چنانچہ ۱۸ مئی ۱۹۰۵ء کو جبکہ ۱۲ بجنے مین دو چار منٹ باقی تھے اسنے اپنے تازہ احسان سے اس عاجز کو بہرہ مند فرمایا یعنے اسکو محض اپنے ہی کرم سے پانچوان بچہ اور میسرا لڑکا عطا فرمایا۔ والحمدللہ علے ذالک۔ مولیٰ کریم مین محض ایک ناکارہ اور گمنام شخص تہا تیرے ہی فضل نے مجھے اٹھایا اور مسیح موعود کے قدمون مین لا ڈالا اور ہر طرح کے انعام و اکرام سے تونے مجھے مالا مال کردیا مین تیری نعمتون کا شکر کس زبان سے کرون + ناظرین الحکم اپنے خادم کی خوشی مین یقیناً شریک ہونگے مین انسے بمنت التجا کرتا ہون کہ وہ نہایت توجہ اور اخلاص کیساتہہ اپنے خادم کے لئے خاص طور پر دعا کرین کہ اللہ تعالیٰ اس مولود کو میرے لئے میری قوم اور ملک کے لئے مبارک کرے۔ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سچا خادم ہو سچے مسلمانون کا پورا نمونہ ہو + اللہ تعالیٰ اسے خدمت دین اور نوع انسان کی بہلائی مین اسکی عمر دراز کرے وہ نافع الناس وجود ہو اور میرے لئے **باقیات الصالحات کا سچا نمونہ** آمین

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

آخر مین پہر مولیٰ کریم کا شکر کرتا ہون جس نے یہ نعمت دی

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کا خاندان خدا کے فضل و کرم سے ہر طرح خیریت سے ہے۔ اعلےٰ حضرت ابہی تک باغ مین ہی رونق افروز ہین + براہین احمدیہ کی پانچوین جلد لکہہ رہے ہین اور بہت بڑا حصہ آپکا دعا مین گذرتا ہے۔

۲۔ بزرگان ملت بھی حضور کے زیر سایہ باغ ہی مین خدا کی یاد اور خدمت دین مین مصروف ہین۔

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت مین جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور سے جناب مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور سے تشریف لائے اور دو چار روز فیض صحبت حاصل کرکے واپس تشریف لے گئے۔

جناب شیخ طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ سررشتہ چونگی چنیوٹ سے جو اس علاقہ مین ایک سرگرم اور مخلص فرد سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہین تین ہفتہ کی رخصت لیکر دارالامان وارد ہوئے اور کونوا مع الصادقین پر عمل کرکے فیض اٹھا رہے ہین۔ ایک بزرگ الہ آباد کے باشندے بنارس سے تشریف لائے ہوئے ہین۔ ابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر جن سے الحکم کے ناظرین خوب واقف ہین کئی مہینونکے لئے رخصت لیکر آئے ہین۔ مکرمی سید امیر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر واپس چلے گئے۔

۴۔ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی امروہہ مین تشریف رکہتے ہین۔ وہان جسقدر مخالفت کا بازار گرم ہے اسیقدر فاضل امروہی اور سید آل محمد صاحب تبلیغ کیلئے سرگرم ہین۔ مولانا اپنی مجالس مین قرآنی حقائق و معارف بیان فرماتے ہین اور مخالف یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق ہوکر لوگون کو شمولیت سے روکتے اور نامراد رہتے ہین۔ ہفتہ زیر اشاعت کے تازہ الہامات و کشوف درج ذیل ہین۔

الہامات وکشوف

۱۰ مئی ۱۹۰۵ء۔ کیا عذاب کا معاملہ درست ہے اگر درست ہے تو کس حد تک۔

۱۳ مئی ۱۹۰۵ء۔ خواب مین دیکہا کہ گویا جیسا ہم ایک عدالت مین ہین اور ایک مقدمہ پیش گذر رہا ہے کہ مجسٹریٹ ایک شخص ڈپٹی حاکم علی ہے اور اسکا سررشتہ دار ہمارے بہائی مرزا غلام قادر مرحوم ہین اور ہم تینون ایک ہی جگہ بیٹھے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم گویا مدعی ہین اور مدعا علیہ کو بلوانا ہے مجسٹریٹ نے سررشتہ دار سے کان مین کچہہ کہا جسکو ہم نے بہی سن لیا وہ کہتا ہے کہ عـــہ طلبانہ داخل کردین اور فریق ثانی کو بلایا جاوے ہم نے جیب سے عـــہ دیدے اور فریق مخالف کو طلب کیا گیا۔

۱۴ مئی ۱۹۰۵ء۔ میان محمد اسحاق حضرت میر ناصر نواب صاحب کا چھوٹا صاحبزادہ بیمار تہا ڈاکٹر صاحب کی رائے مین حالت اچھی نہ تھی فرمایا مینے دعا کی اور دعا کی اصل وجہ تو شماتت اعدا تھی ورنہ اولاد ہو یا کوئی اور عزیز موت فوت تو ساتھ ہی ہے غرض جب مین دعا کر رہا تہا تو یہ الہام ہوا۔

...کام کیلئے تین چار دن ہیڈ کوارٹر سے باہر تہا اسلئے اخبار دو دن بعد شائع ہوا یہی وجہ ہے کہ ۱۸ کا واقعہ بھی درج کردیا ہے۔ ایڈیٹر۔

لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ خدا تعالیٰ کی آنکھ کے سامنے سخت گستاخ ہو گئے اور نہایت درجہ شوخیاں دکھلائیں اور انکی بدکاریوں سے زمین ناپاک ہو گئی اس لئے اسی دنیا میں ان پر عذاب نازل ہوا خدا کریم و رحیم ہے اور غضب میں دھیما ہے اگر اس زمانہ کے لوگ اس سے ڈرین اور بدکاریوں اور ظلموں اور طرح طرح کے برے کاموں پر ایسے جرأت نہ کریں کہ گویا خدا نہیں ہے تو پھر ان پر کوئی عذاب نازل نہیں ہوگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وآمنتم۔ یعنے خدا تمہیں عذاب دیکر کیا کریگا اگر تم شکرگزار بن جاؤ اور خدا پر ایمان لاؤ اور اسکی عظمت اور سزا کے دن سے ڈرو۔ ایسا ہی اسکے مقابل پر فرماتا ہے قل مایعبؤ بکم ربی لولا دعاءکم۔ یعنے انکو کہدے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بنجاؤ اور اسکی یاد میں مشغول نہ رہو تو میرا خدا تمہاری زندگی کی پرواہ کیا رکھتا ہے اور سچ ہے کہ جب انسان غافلانہ زندگی بسر کرے اور اسکے دل پر خدا کی عظمت کا کوئی رعب نہ ہو اور بیقیدی اور دلیری کے ساتھ اسکے تمام اعمال ہوں۔ تو ایسے انسان سے ایک بکری بہتر ہے جسکا دودھ پیا جاتا ہے اور گوشت کہایا جاتا ہے اور کہال بھی بہت سے کاموں میں آجاتی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ جسقدر میں نے لکہا ہے وہ ان لوگوں کیلئے بس ہے جنکے دل پتھر نہیں ہیں اور جو جانتے ہیں کہ خدا ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

بقیہ نوٹ تا کی جاتی ہے تو پھر یہ پیشگوئیاں کسی کے واسطے تشویش کا موجب نہیں ہیں اور نہ لوگ اس سے ڈرتے ہیں بلکہ اسپر مضحکہ اڑاتے ہیں چنانچہ ایک ہندہ اشتہار کی کچھ عبارت ہم اسجگہ بطور نمونہ کی نقل کرکے دکھاتے ہیں کہ ایسے مخالفین پر ہماری پیشگوئیوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے اور وہ عبارت یہ ہے میں آج ۶ مئی ۱۹۰۵ء کو اس امر کا بڑے زور اور دعویٰ سے اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ خوفناک در بچے ہوئے دلوں کو اطمینان اور تسلی دیتا ہوں کہ قادیانی نے ۵۔ ۸۔ ۲۱ اور ۲۹ اپریل کی اشتہاروں اور اخباروں میں جو لکہا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آئیگا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا اگرچہ قادیانی زلزلہ کی آمد کی تاریخ یا وقت نہیں بتلاتا مگر اس امر پر بہت زور دیتا ہے کہ زلزلہ ضرور آئیگا۔ ایسے میں ان بھولے بہالے سادہ لوح آدمیوں کو جو قادیانی کی پرحرف لفاظیوں اور اخباری رنگ آمیزیوں سے خوفناک ہو رہے ہیں بڑے زور سے اطمینان اور تسلی دیکر یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور وغیرہ میں یہ پیشگوئی ... (یعنی زلزلہ)

مدرسہ تعلیم الاسلام اور کالج

تعلیم الاسلام سکول جنوری ۱۸۹۸ء کو کہولا گیا تہا اور صرف پرائمری سکول تہا لیکن آج خدا کے فضل و کرم سے وہ تعلیم الاسلام سکول کالج تک ترقی کر گیا ہے۔ سال گذشتہ میں چار طالب علم ایف اے کی امتحان میں شریک ہوئے تھے جنمیں سے تین کامیاب ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ نتیجہ میں سمجھتا ہوں پنجاب بہر اول درجہ کا ہے۔

اب جبکہ انٹرنس کا نتیجہ بہی نکل آیا ہے مناسب سمجھا گیا ہے کہ فرسٹ ایر کلاس کہولدی جاوے چنانچہ پہلی کلاس خدا کے فضل سے کہل گئی ہے۔ تعلیم الاسلام کالج اپنی طرز کا پہلا کالج ہے جہاں دینی اور رسمی علوم مروجہ کے ساتھ ساتھ دینیات کی تعلیم کا کافی انتظام کیا گیا ہے اور خاص نگرانی کی جاتی ہے۔ طلبا کی اخلاقی اور مذہبی ترقی کا خاص لحاظ کیا جاتا ہے۔ کالج کی فیس تین روپیہ ماہوار سے لیکر پانچ روپیہ ماہوار تک حسب مدارج اور فیس داخلہ صرف دو روپیہ۔

کالج کے متعلق بورڈنگ ہوس بہی ہے جسکے داخلہ کی فیس ایکروپیہ ہے۔ بورڈنگ میں ہر طرح کی مناسب آسائش کا لحاظ رکہا گیا ہے اور طبی مشورہ اور ضروری علاج کیلئے ایک ڈسپنسری بہی ایک تجربہ کار ڈاکٹر کے ہاتھ میں ہے جو سالہا سال تک انجمن حمایت اسلام کی ڈسپنسری کا انچارج رہا ہے۔

جو والدین اپنے بچوں کی روحانی بہلائی اور اخلاقی حالت کی اصلاح کی خواہشمند ہیں اور ساتھ ہی کالج کی تعلیم سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں ان کیلئے قادیان کالج سے بہتر جگہ نہیں ملیگی ضروری دریافت طلب امور کیلئے پرنسپل صاحب کالج سے خط و کتابت کرو۔

ضرورت! ضرورت!! ضرورت!!!

تعلیم الاسلام ہائی سکول کیلئے ایک ایف اے پاس یا چھ نیر ٹرینڈ ٹیچر کی اور ایک ٹرینڈ ڈرل ماسٹر کی ضرورت ہے تجربہ کار کو ترجیح دیجاویگی تنخواہ کا فیصلہ خط و کتابت سے ہو سکتا ہے درخواستیں مع نقول اسناد ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

صورا ہرگز نہیں آئیگا! نہیں آئیگا!! اور نہیں آئیگا!!! آپ پر طرح اطمینان اور تسلی رہیں مجھے یہ خوشخبری حقیقی نور الٰہی اور کشف کے ذریعہ سے دیگئی ہے جو انشاء اللہ بالکل ٹہیک ہوگی میں مکرر سہ کرر کہتا ہوں اور اس نور الٰہی سے جو مجہپر بذریعہ کشف دکہایا گیا ہے مستفیض ہو کر اور اس کی اعلان کی اجازت پاکر ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ قادیانی ہمیشہ کیطرح اس زلزلہ کی پیشگوئی میں بہی ذلیل اور رسوا ہوگا اور خداوند تعالیٰ حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین کے طفیل سے اپنی گنہگار مخلوق کو اپنے دامن عاطفت میں رکھکر اس ناگہانی آفت سے بچائے گا اور کسی فرد بشر کا بال تک بیکا نہ ہوگا۔

ملا محمد بخش حنفی سکرٹری انجمن حامی اسلام لاہور۔

زلزلہ کی خبریں

پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے زلزلہ کی سرکاری رپورٹ اور ریلیف کی روئداد شائع ہو گئی ہے دہرمسالہ کے فوجی مصیبت زدگان زلزلہ کی امداد میں ایک جدا فنڈ باہتمام لارڈ کچنر کھلیگا۔

زلزلہ ریلیف فنڈ کے لیے جو کم از کم ۵ لاکھ کی رقم مطلوب تہی اسمیں سے ۳ لاکھ اب تک فراہم ہو چکا ہے ولایت سے بہی بہت روپیہ آیا ہے جسکی صحیح میزان ہنوز معلوم نہیں۔

ڈاکٹر ایونگ پریزیڈنٹ اور رائے رام سرنداس صاحب جوائنٹ سکرٹری زلزلہ ریلیف فنڈ نے کانگڑہ۔ پالمپور۔ دہرمسالہ اور دیہات میں گھومکر مفصل حالات دریافت کیئے ہیں۔

سر چارلس ریواز بہادر نے رخصت پر جانے سے پہلے گورنمنٹ آف انڈیا کو ان تجاویز سے مطلع کیا جو ضلع کانگڑہ میں زلزلہ کی تباہی کی مدافعت کیلئے اختیار کیگئی ہیں۔

پائونیر کو اطلاع ملی ہے کہ منڈی اور باجور کے مابین سڑک بہت خراب ہے اور بعض جگہ زلزلہ کے باعث خطرناک بہی ہو گئی ہے۔ ۳۰۔ اپریل کو ٹیلیگراف درست کرنے والی پارٹی سڑک پر سے گذر رہی تہی کہ یکایک پہاڑی کا کچھ حصہ زمین پر آپڑا۔ سب لوگ بال بال بچے۔ دیسی انسپکٹر کا ہاتھ ٹوٹ گیا دو خچر کہڈ میں گر پڑے مگر معہ بوجھ ملگئے۔

زلزلہ سے پہاڑیوں کی ہیئت میں اسقدر فرق آگیا ہے کہ انکا دوبارہ پیمائش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کیمل ز بیک ونسنٹ ہل اور لنڈہور کی چوٹی یہ سب نیچے دبگئی ہیں۔

لارڈ کچنر نے فوجی مصیبت زدگان زلزلہ کیلئے جو فنڈ علیحدہ کہولا ہے اسکی میزان تاحال ۵۲۱۱ پونڈ تک پہونچ چکی ہے۔

مسٹر سکن اینڈ کو ویاٹر اینڈ کو نے زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے ۵ ہزار دیا۔

کلو کے دور دراز حصص سے اطلاع ملی ہے کہ گندہک کے چشمے کئی جگہ پہوٹ نکلے ہیں۔ یہ بات قرین قیاس ہے اسلئے کہ منڈی اور کلو میں آتش فشان پہاڑ اور گرم چشمے پہلے سے موجود ہیں۔

مسٹر سیٹھ جے ڈیوڈ نے بمبئی سے زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے ۲ ہزار روپیہ جمع کرکے سر ڈنزل ابٹسن کے پاس ارسال کیا ہے۔ آپنے بمبئی میں ایک مستقل فنڈ اسکے لئے کہولا ہے جسکی یہ پہلی قسط ہے۔ ہز آنر نے سٹر سیٹھ اور اہل بمبئی کی اس فیاضی پر جو انہوں نے غیر صوبے کے ساتھ کی نہایت خوشنودی ظاہر فرمائی۔

مسٹر بی۔ ایم مالاباری بہی بمبئی میں ریلیف فنڈ کیلئے بہت ساعی ہیں۔

بینک آف بنگال لاہور میں زلزلہ ریلیف فنڈ کے کیلئے ۳ مئی ۱۹۰۵ء تک کل میزان چندہ وصول شدہ ایک لاکھ ۲۰ ہزار ۴ سو ۳۰ ہو چکی ہے۔

نیوزیلینڈ سے اطلاع ملی ہے کہ ہندوستان کے زلزلہ کے وقت وہاں بہی خاصی حرکتیں محسوس ہوئیں۔

چترال سے اطلاع ملی ہے کہ ۴۔ اپریل کو وہاں بہی ہلکا زلزلہ محسوس ہوا۔ کلو میں مصیبت زدوں کیلئے سامان خورد و نوش پہونچانیکا خاص انتظام کیا جا رہا ہے۔

بنگال کے ایوان تجارت نے فیصلہ کیا ہے کہ زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے چندہ کھولا جائے۔

لارڈ کچنر کے ریلیف فنڈ میں افواج سے علی العموم چندہ لیا جائیگا۔ چنانچہ پہلی رجمنٹ نمبر اول نے فہرست بہیجدی ہے۔

لاہور کے ٹاؤن ہال باغ میں ۹ مئی کو ۶ بجے صبح کے زلزلہ ریلیف فنڈ کے متعلق ایک عام جلسہ کیا گیا۔

سرکاری تخمینہ کے مطابق ۴۔ اپریل کے زلزلہ سے شہر میں ۸ لاکھ کا نقصان ہوا۔

آئندہ زلزلہ کے خوف سے کپورتھلہ کے حکمران خاندان نے شہر سے باہر خیموں میں رہنا اختیار کیا تہا۔ راجہ جگت جیت سنگہ کے خیمہ میں چور آپڑے منجملہ دیگر مال و اسباب کے ایک نہایت قیمتی ہار بہی چوری گیا۔

شہنشاہ انگلستان نے زلزلہ کے چندہ فنڈ میں ایک سو گنی (۱۵۷۵ روپیہ) دی۔

سکندر آباد ڈویژن کے افسر نے زلزلہ ریلیف فنڈ کہولا ہے۔ اعلان کیا گیا ہے کہ کم و بیش کا کچھ خیال نکریں سب لوگ حسب حیثیت چندہ دیں۔

بندر عباس سے ۳۰۔ اپریل کا تار مظہر ہے کہ ۲۵۔ اپریل کو ایک بجے دن کے یہاں سخت زلزلہ محسوس ہوا۔ اسیکنڈ تک ہوتا رہا۔ پھر ایک چکر ۵ منٹ پر اسی زور کا لیکن پہلے سے کم دیر تک رہا۔ غرض پانچ زلزلے اسیطرح ۴۰ منٹ میں معلوم ہوئے۔ مکان اسطرح لرزتے تہے کہ خوف معلوم ہوتا تہا۔ چند دو کانیں اور دیواریں گر بہی گئیں۔ بندر عباس کی پشت پر جو کوہ غناء ہے وہ ہزار گز تک نیچے دب گیا۔ اطلاع ملی ہے کہ ایک جگہ زمین شق ہو گئی اور پچاس آدمی تلف ہو گئے۔ قصبہ میں بہی بہت نقصان ہوا۔ ۲۶۔ ۲۷۔ اور ۲۹ کو بہی ہلکی حرکتیں محسوس ہوئیں برٹش انڈین کمپنی نے کے دفتر کو اول زلزلہ سے کسیقدر نقصان پہونچا۔ دیواریں کم و بیش شکستہ ہو گئیں۔

ڈپٹی کمشنر کانگڑہ کی رپورٹ ہے کہ ضلع کانگڑہ اور کلو میں غلہ اور خوراک بہت ہے اور بہت گران ہے مگر لوگوں کے لئے اس سے بہتر کوئی موقع حصول ثواب کا نہوگا۔ یہاں ایسے خاندان اسوقت بے سر و سامان ہیں جو زبان سے مانگنا تو کجا اگر انکی کچھ امداد کی جاتی ہے تو بہی ایک خاص شریفانہ حیا انکے چہروں سے ظاہر ہوتی ہے۔ گورنمنٹ ریلیف کمیٹی۔ آریہ سماج اور دیگر اقوام کی کوششوں کے باوجود ابہی وہاں کرنیوالوں کے لئے بہت کچھ کرنیکا موقع ہے۔

بنگال کے ایوان تجارت نے جو اپیل زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے کہولا تہا اسمیں اب تک ۳۸ ہزار ۶ سو ایک روپیہ چندہ ہو چکا ہے۔ پہلی فہرست چندہ عنقریب شائع کی جائیگی۔ مسرز مکینن اینڈ کو نے ۷ ہزار ۵ سو روپیہ اور سرز کلبرن اینڈ کو نے ۵ ہزار چندہ میں دیا۔ چندہ دہندگان کم و بیش کا کچھ خیال نکریں کمیٹی چھوٹی اور بڑی سب رقموں کو شکریہ کے ساتھ منظور کرے گی۔ (مرسل)

ومراد از نزول مسیح ابن مریم بروز اوست. نه عین وصحت بروز بقرآن کریم ثابت است در باب اثبات بروز رشحۂ از کلام معجز نظام حضرت امام الزمان علیه السلام از کتاب سر الخلافه باین مقام برائے تسکین طالب حق نقل کردن را کافی دانسته ام۔

قال حضرت السید المسیح الموعود والمهدی المسعود. وَلَعَلَّكَ تَقُولُ مَا مَعْنَى النُّزُولِ عَلَى وَجْهِ الْمَعْقُولِ وَعَلَى نَهْجٍ يُطَمْئِنُ قُلُوبَ الطَّالِبِينَ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَفْظٌ قَدْ كَثُرَ اسْتِعْمَالُهُ فِي الْقُرْآنِ وَأَشَارَ اللّٰهُ الْحَمِيدُ فِي مَقَامَاتٍ شَتَّى مِنَ الْفُرْقَانِ الْحَمِيدِ أَنَّ كُلَّ حَبْرٍ وَسِرٍّ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَنَالُ كَمَالَهُ مِنَ الْعُلٰى بِإِذْنِ حَضْرَةِ الْكِبْرِيَاءِ وَتَلْتَقِطُ الْأَرْضُ مَا تَنْفُضُ السَّمٰوَاتُ وَيَصْبُغُ الْقَرَائِحَ بِتَصْبِيغٍ مِنَ الْفَوْقِ فَتَجْعَلُ نَفْسَ سَعِيدٍ ۱۱ وَمِنْ ۲ كَالْأَشْقِيَاءِ وَالْمُبْعَدِينَ فَالَّذِينَ سَعِدُوا أَوْ شَقُوا يُشَابِهُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَيُزِيدُونَ تَشَابُهًا يَوْمًا فَيَوْمًا حَتّٰى يَظُنُّ أَنَّهُمْ شَيْءٌ وَاحِدٌ كَذَٰلِكَ جَرَتْ سُنَّةُ أَحْسَنِ الْخَالِقِينَ وَإِلَيْهِ يُشِيرُ عَزَّ وَجَلَّ بِقَوْلِهِ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ فَلْيَتَفَكَّرْ مَنْ أُعْطِيَ قُوَى الْمُتَفَكِّرِينَ۔

ترجمه۔ شاید بگوئی که چیست مطلب و معنی نزول بروجه معقول وبرطرق منقول که مطمئن شوند از آن دلهای طالبان حق پس بدانکه نزول لفظیست که در قرآن کریم کثیر الاستعمال است و خداوند تعالے در قرآن کریم بمقامات مختلفه اشاره فرموده است که هر حسن وخوبی وبرکت از آسمان نازل مے شود و هر چیز کمال خود باذن پروردگار از عالم بالا حاصل میکند وخیر یکه آسمان مے ریزد زمین آنرا مے چیند و مصبغ میشوند طبایع انسانیه از انوار عالم بالا پس هر نفسیکه سعید یا شقی گردد دور و مهجور از قرب ایزدی شود برائے آن امراز عالم بالا مے آید۔

۱؎ حضرت ابن عربی رحمة الله علیه در تفسیر القرآن نزول مسیح را بروزی قرار داده اند چنانچه ایشان تحت آیت بل رفعه الله الیه نوشته اند که حضرت عیسٰے علیه السلام وفات یافته اند و بعد از آن نوشته اند وجب نزوله فی اٰخر الزمان بتعلقه ببدن اٰخر یعنے واجب است نزول مسیح بتعلق اخلاق واوصاف به بدن دیگر در آخر زمان۔ صاحب اقتباس الانوار بصفحه ۵۲ تحریر نموده است که مشرب اکثر صوفیائے کرام برین است که نزول مسیح ابن مریم بطور بروز خواهد شد۔ حضرت علی ہجویری رحمة الله علیه المعروف بشکر گنج لاهوری بکتاب کشف المحجوب بصفحه ۱۵۹ تحریر فرموده اند پیغمبر صلے الله علیه وسلم گفت اندر شب معراج آدم صفی الله و یوسف صدیق و موسٰے کلیم الله و هارون حلیم و عیسٰے روح الله و ابراهیم خلیل الله علٰے نبینا وعلیهم الصلوات والسلام اندر آسمانها دیدم لامحاله آن ارواح ایشان بود اگر روح عرضی بودے بخود قایم نبودے بکتاب شمس الهدایه بصفحه ۸ پیر مهر علی شاه صاحب مے نویسد که بعض اہل تحقیق در باب نزول مسیح قایل جسم برزخی اند مودبا معروض است شما هم در زمرهٔ اہل تحقیق داخل شوید چرا از زمرهٔ اہل تحقیق خارج مے شوید اہل تحقیق و ممتد برین حق را خداوند تعالے در قرآن کریم مدح و ثنا فرموده و غیر اہل تحقیق را قوم تعجب است بر کسیکه با وجودیکه بفضیلت اہل تحقیق قایل است و اہل تحقیق را اہل حق مے داند و باز بتکذیب شان شاغل و از تصدیق نابل است۔

واو را کامیاب مے گرداند بمطلب او و برائے او مثیلے پیدا مے کند که مشابهت دل و میل او

بقیه حاشیه صفحه ۲۷۔ بر کسے آگاه مے شود الله اشاء الله زیرا که عالم الجزئیات والکلیات محض ذات ایزدی است و دران دیگرے را شرکتے نیست مصروع راندیدی که درست و پاے می زند و اظهار قلق و اضطراب و طرح و فریاد مے کند مگر از حالت خود بے خبر میباشد پس جایز است که خداوند تعالی برائے انتقال اراده روح از ارواح انبیا بروح آن بنی شل معمول عمل الترب حالتے مثل اضطراب وقلق پیدا نماید و آن روح از اصل حقیقت بیخبر باشد۔ هرگاه آئینه آتشی با آفتاب مقابل کرده شود با آئینه و با قرب اشیائے آئینه حرارت پیدا آید بلکه آتش درمے گیرد حالانکه در انجا آتش نمے باشد۔ غالباً عرصهٔ بیست سال یا قدرے کم و بیش گذشته باشد و اعظ را بمسجدے خفته دیدم که محض بخواب و از عالم بود این بے خبر بود صلواة عشا را ادا نموده قریب تر او نشسته و روے گردم ناگاه از زبان واعظ آواز بلند کلمات پند جاری شد که بدلم تا الحال موثر اند بعد او ساعتے واعظ بیدار شد از و پرسیدم که چه پرسیدی و الحال از زبان خود هیچ گفتی گفته هیچ۔ هرگاه بعالم محسوسات این چنین سخن بلا حظ حظے در آید پس جایز است که خداوند در مقام علیین بروح انبیا چنان تصرف نماید که مفهوم ان از شعر ذیل مبادر مے شود ؎

طوطی صفتم در پس آئینه داشته اند
هر چه استاد ازل گفت همان مے گویم

از اشخاص مخبوط الحواس و مجنونان و مریضان مرض اختناق الرحم افعال و اقوال شگفت صادر مے شوند جو با فاقه مے آیند آن افعال و اقوال خود را انکار مے نمایند و مے گویند که از ما این چنین حرکات صادر نشده و ما آن را یاد داریم۔ مریضے مبتلاے مرض اختناق الرحم که مردم آن را آسیب پریان و جنیان مے پندارند دیدم که از و حرکات نامعتاده و عادات خارقه صادر مے شده اند گفت از من صادر نشده و من یاد نمے داشتم هرگاه از انقلاب احوال و تغیر طبع و تصرف پری وغیره این چنین احوال دست مے دهد پس بتصرف خالق حقیقی اگر در عالم ارواح بروح احدے حالتے مثل آن طاری شود مستبعد نیست

چون پری را این دم و قانون بود
کردگار آن پری را چون بود

بقیه حاشیه صفحه ۱۰۔ بود چنانچه بوقت مردن هم او مرا همین گفته بود بالآخر از تحقیقات ثابت گردید که واقعه همچنان بود زبرد یا دیده شده و مرده خبر کرده بود صاحب رویاے بر بوز فرمودند که بوقتے شخصے از امرار راکه بفسق و فجور مشهور بود از مقام و مرگ و زندگی او بیخبر بودم بخواب بهشت دیدم از و پرسیدم که بکدام وسیله باین جا رسیدی زیرا که اعمال تو موافق این مقام نبودند گفت که خداوند غربت بر من رحم فرمود از احوال او تفحص کردم که فلانے کجا است اقربائے او گفتند که او از مدتے ناپدید است منشی و سکر بود روزے از کچهری برامده گم شد معلوم نیست زنده است یا مرده شخصے از حجاج بیت الله شریف گفت که من او را قریب بمبئی بمقام کلیان دیده ام که بیچ میرفت و در انجا فوت گردید۔

سرّ نزول مسیح ابن مریم و مطلب بروز

قال حضرت السید المسیح الموعود علیہ السلام وقد یزید علی ھذا التشابہ
شئ اخر باذن اللہ الذی ھو اکبر و اقدر وھو انہ قد یفسد امۃ نبی غایۃ الفساد
ویفتحون علی انفسھم ابواب الارتداد وتقتضی مصالح اللہ وحکمہ ان لا
یعذبھم ولا یھلکھم بل یدعو الی الحق ویرحم وھو ارحم الراحمین فیفتح اللہ عین
نبی متوفی کان ارسل الی تلک الامۃ فیصرف نظرہ الیھم کانہ استیقظ من النوم
ویجد فیھم ظلما وفسادا کبیرا وغلوا وضلالا مبیرا ویری قلوبھم قد ملئت
ظلما وزورا وفتنا وشرورا فیضجر قلبہ ویقلق مھجتہ ویضطرروحہ وقریحتہ
ویشتاق ان ینزل ویصلح قومہ ویفحمھم دلیلا فلا یجد الیہ سبیلا فیدرکہ
تدبیر الحق ویجعلہ من الفائزین ویخلق اللہ مثیلا لہ یشابہ قلبہ قلبہ و
جوھرہ جوھرہ وینزل ارادت الممثل بہ علی المثیل فیفرح الممثل بہ
بتیسیر ھذا السبیل ویحسب نفسہ من النازلین ویتیقن بتیقن تام قطعی انہ
نزل بقومہ وفاز برومہ فلا یبقی لہ ھم بعدہ ویکون من المستبشرین فھذا
ھو سرّ نزول عیسی الذی ھم فیہ یختلفون ـ ترجمہ ـ وگاہے برین مشابہت چیزے افزودہ

لہ سوال ـ ازین تقریر معلوم میشود کہ مسیح علیہ السلام از ضلالت و فساد قوم خود واقف شدہ اند حالانکہ
از آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم بوضاحت مفہوم میگردد کہ مسیح علیہ السلام از گمراہی
قوم خود ناواقف اند ـ جواب ـ آنچہ در آیت کنت انت الرقیب علیھم حضرت مسیح علیہ السلام از قوم
خود بے خبری ولاعلمی خود بحضرت ایزدی ظاہر فرمودہ اند آنست کہ بوقتے از اوقات بعد وفات
حضرت مسیح در عالم برزخ از حضرت مسیح ناصری علیہ السلام این سوال بجہت الزام و اسکات نصاریٰ
پرسیدہ شد چونکہ در آن وقت از غلو و ضلالت نصارے خبر نداشتند لہذا لاعلمی ظاہر فرمودند ـ
اما الآن چون حضرت مسیح ناصری علیہ السلام را از غلو و ضلالت نصارے خبر کردہ شد لاجرم قلق و اضطراب
بروح شان پیدا شدنی بود و لیس آیت مذکور متناقض تقریر حضرت مسیح موعود نیست زیرا کہ سوال اول سیزدہ صد
سال قبل ازین وقت از حضرت مسیح ناصری پرسیدہ شد و اکنون بعد از سیزدہ صد سال خبر غلو و ضلالت
نصارے بحضرت مسیح علیہ السلام رسیدہ است و بالفرض حمل آیت کنت انت الرقیب علیھم بر اولہا الی
آخرہا بروز قیامت کردہ شود نیز متناقض تقریر حضرت مسیح موعود نمے شود زیرا کہ این امر تدبیر و تصرف
ایزدی است کہ برائے انتقال ارادت و اوصاف احدی بدیگرے در عالم مثال ظہور پذیر میگردد
در این امر حواس این عالم را دخل نہ باشد مثال این کسے و مریضے می ماند کہ از خواب خیزد و کارہا کند و ہر دو
چشمان او کشادہ باشند و او ہنوز بخواب باشد ـ این مرض را بزبان عربی النقطۃ النومی و انتقال النومی
می نامند در کنوز الصحت در باب این مرض نوشتہ است ھو نوم یفعل فیہ النائم افعالا
غریبۃ یظن المستیقظ الذی یراہ انہ غیر نائم ولا یعرفہ الا من عاشرہ و عرف احوالہ
ترجمہ این خوابے است کہ در آن خوابندہ کارہائے عجیب و غریب می کند مردم او را بیدار پندارند

مے شود باذن پروردگار کہ بزرگ و قادر قدرت است و آن این است کہ گاہے چون قوم پیغمبرے
گمراہ شوند و فساد ورزند و بر نفوس خود دروازہائے ارتداد کشایند و اقتضائے مصالح و حکمت
ایزدی آن باشد کہ ایشان را بعذاب ہلاک کند بلکہ ارادۂ ایزدی بحق ایشان دعوت الی الحق
و رحم باشد ـ پس خدا تعالیٰ چشم آن پیغمبر فوت شدہ را مے کشاید کہ بسوئے آن قوم فرستادہ شدہ بود
و نظر او سوئے آن قوم گردانیدہ مے شود گویا کہ او از خواب بیدار کردہ مے شود و در قوم خود ظلم و فساد
عظیم و غلو و گمراہی مہلک مے یابد و بدلہائے ایشان ستم و دروغ و فتنہا و شرارتہا مے بیند پس دل او
مضطرب و روح او بے قرار مے شود و میخواہد کہ فرود آید و قوم خود را درست کند و بدلائل قاطعہ افہام
و اسکات ایشان نماند و لیکن برائے این سببے و راہے نمے یابد پس درمے رسد او را تدبیر ایزدی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶ ـ و حالانکہ او بخواب مے باشد و ازین احوال او کسے آگاہ مے شود
کہ با او گذران کردہ و از احوال او آشنا باشد صاحب این مرض بحالت خواب و بے خبری کارہائے میکند
کہ بیندگان را بشگفت مے آرد مثلاً بر دیوارے بلند برداختے دراز بالا و یا بر لبیشہ و بر کوہے و بدیگر مقامات
خوفناک بجا بکدستی صعود مے نماید کہ در آنجا انسان بمشکل قدم نہادن مے تواند و دیگر کارہائے دقیق
و صنعتہائے باریک بجرب بیشہ خود مثلاً کار نوشتن و دوختن و غیر ذالک بصحت تام تا ساعتہا بلکہ تا
یوم‌ہا متواتر بعمل مے آرد مگر ہنوز از حالت خود محض بے خبر و در عالم خواب مے باشد چنانچہ حال صاحب
این مرض بر حذاق و ماہران فن طب پوشیدہ نیست ـ تصرف الٰہی خواہ گواہ این امر است کہ متصرف بہ
معذور است پس ہر جا کہ محض تصرف ایزدی باشد در آن جا متصرف بہ معذور و مجبور است ممکن است کہ
از روح کارے گرفتہ شود و آن روح از آن کار بے خبر باشد مثلاً بعمل الترب ثابت شدہ کہ بر جمادات چنان
اثر مے شود کہ از آن مثل ذی ارواح حرکات صادر مے شوند حالانکہ جمادات غیر ذی عقول و غیر ذی روح
اند ـ در عالم دنیا یک شب ہزارہا انسان مثلاً نبی علیہ السلام را در مکاشفہ و رویا مے بینند و ہر کسے از
شبیہ روح نبوی بحسب مناسبت خود بمکالمہ و مخاطبہ مشرف گردیدہ محظوظ مے شود و بعض کسان از ذوق
خندہ و فرحت این واقعہ گریہ کنان بیدار مے شوند بالحقیقت دیدار نبوی در رویا و مکاشفہ صحیحہ مے باشد اما
این درست نیست کہ روح نبوی پیش ہر کسے حاضر مے شود و نہ این درست است کہ روح نبوی سارا واقع در کے

لہ اخبارات در رویا و منامات و مکاشفات عالم آخرت صحیح مے باشد و صحت آن بتجربہ ہزارہا اہل کشف ثابت گردیدہ از
زبان یکے از اہل العلم این زمان کہ بتقویٰ و طہارت و عفت بے نظیر و کشاف حقایق و دقایق علم و معرفت قرآن
و محدث احادیث رسول کریم و مؤول تاویل الاحادیث مے باشد و باعتقاد راقم حروف بعد حضرت امام الزمان مسیح موعود
علیہ السلام کسے از علما و فضلائے این زمان ہمتا و ہمسر او نے تواند شد ـ شنیدہ ام فرمودند کہ یک وقتے از اوقات شخصے مردہ
را بخواب دیدم کہ مرا گفت کہ بسبب این زن کہ بروے شیدا و عاشق بودم و شکل او چنان و چنین است گرفتار مے باشم
بعد از افاقہ آن حال یکے از اصحاب آن مردہ گفتم کہ آیا فلان کس بر زنے شیدا بود آن شخص مرا گفت آرے از آن حال کہ توقف
کرد زیرا کہ از این حال او بجز او و جز ما کسے خدا تعالیٰ و دوم خود آن مردہ و سوم من و چہارم آن زن دیگر کسے واقف

آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۱۴ ؍ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ ملک یحییٰ بخش صاحب عرضی نویس چترالی ضلع پشاور عہ
۲۔ منشی طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ جنگل چندوسی ۸ر
۳۔ میاں دین محمد صاحب قادیان ۶ر
۱۷ ؍ اپریل ۱۹۰۵ء ... میزان
۱۔ جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین صاحب قریشی عہ
۲۔ منشی غلام محمد صاحب بہلوری ... ضلع گورداسپور
۳۔ جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ معرفت مولوی محمد نواب خانصاحب ...
۴۔ جماعت پشاور معرفت مولوی غلام حسن صاحب ...
۵۔ ... رسالدار ... جہانی
کوئٹہ بلوچستان سے
۶۔ میاں محمد بخش صاحب گوگشت علاقہ ملوٹ
ڈاک خانہ ڈلوال ضلع جہلم ۴ر
۱۸ ؍ اپریل ۱۹۰۵ء ... میزان
۱۔ منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان بابت جماعت مردان ۸ر
۲۔ منشی مہردل صاحب اپیل نویس مردان عہ
۳۔ جناب میرزا ناصر نواب صاحب قادیان ...
۱۹ ؍ اپریل ۱۹۰۵ء ... میزان
۱۔ منشی محمد حیات صاحب پیر کوٹ ڈاکخانہ حافظ آباد عہ
۲۔ منشی عبد المجید خانصاحب معرفت جماعت کپورتھلہ للعہ
۳۔ منشی محمد الدین صاحب بلانی ضلع گجرات عہ
۴۔ منشی نواب الدین صاحب کلرک ... رجمنٹ ... ڈیرہ غازیخان ۸ر
۵۔ جماعت احمدیہ لدھیانہ معرفت مولوی قمر الدین صاحب ...
۶۔ میاں احمد الدین صاحب ذرگر سکنہ ... ضلع سنگھڑ سے
۲۰ ؍ اپریل ۱۹۰۵ء ... میزان
۱۔ چوہدری مولوی عبد السلام صاحب قادیان دار الامان
۲۔ مولوی فضل کریم صاحب قلعہ سوبھا سنگھ تحصیل سیالکوٹ
۳۔ جماعت سکندر ضلع گجرات
۲۱ ؍ اپریل ۱۹۰۵ء ... میزان
۱۔ جماعت منڈی جہو کلاں معرفت حافظ حسین بخش صاحب ...
۲۔ معرفت حضرت حکیم الامت صاحب بروز جمعہ للعہ
۳۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھواں
۴۔ اللہ دتہ ملازم دفتر سگزین ... میاں بخش ... ۱۳ر
۵۔ منشی ہاشم علی صاحب گرداور ... ضلع فیروزپور ۸ر
۶۔ منشی امام الدین صاحب پٹواری لوہ چب
متصل قادیان دار الامان
... میزان
۲۴ ؍ اپریل ۱۹۰۵ء
۱۔ میاں شیخ محمد ڈیریوالہ متصل قادیان دار الامان ۸ر
۲۔ حکیم فضل الدین صاحب قادیان دار الامان سے
۳۔ شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی سے
۴۔ منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ۸ر

۵۔ میاں وزیر خان صاحب سیجو برہما عہ
۶۔ میاں محمد خانصاحب بلیدار حسب ڈال امرتسر ...
۷۔ چوہدری غلام احمد صاحب بی اے انسپکٹر
ڈاک خانجات گلگت عہ
۸۔ سید علی شاہ صاحب برقی صدر بازار
نوشہرہ ضلع پشاور عہ
۹۔ منشی غلام داد صاحب احمدی سنوری (پٹیالہ) عہ
... میزان

۲۵ ؍ اپریل ۱۹۰۵ء
۱۔ میاں الٰہی بخش صاحب و حکم دین صاحب
ملٹری پولیس گلوئی برہما سے
۲۔ منشی محمد عثمان خانصاحب ہیڈ ڈرافٹسمین الٰہ آباد عہ
۳۔ جماعت مالیر کوٹلہ معرفت مولوی محمد نواب خانصاحب ... للعہ
۴۔ بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر راولپنڈی سے
میزان ...

۲۶ ؍ اپریل ۱۹۰۵ء
۱۔ سید محمد شاہ صاحب وفعدار رسالہ ... نوشہرہ عہ
۲۔ سید ناصر شاہ صاحب بمقام ریاسی (جموں) ...
۲۷ ؍ اپریل ۱۹۰۵ء ... میزان
۱۔ میاں محمد بن محمد خلیل بمبئی عہ
۲۔ بابو غلام رسول صاحب توغ متصل ہنگو ۱۵ر
۳۔ میاں رحمت اللہ صاحب بنگہ سے
۴۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مدرس اسلامیہ ... عہ
۲۸ ؍ اپریل ۱۹۰۵ء ... میزان
۱۔ جماعت ڈیریانوالہ معرفت بابو غلام حسن صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ...
۲۔ بابو غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ عہ
۳۔ ڈاکٹر نور بخش صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ عہ
۴۔ مولوی فیروز الدین صاحب سجانپور تیرہ عہ
۵۔ امام الدین صاحب محرر چوہدویشن لیاگاؤں ۶ر
۶۔ جماعت گوجرانوالہ معرفت منشی احمد الدین صاحب عہ
۷۔ جماعت قصور معرفت مرزا عبد العزیز بیگ صاحب ...
۸۔ جماعت کھاریاں معرفت منشی ولی داد خانصاحب عرائض نویس ...
۲۹ ؍ اپریل ۱۹۰۵ء ... میزان
۱۔ سید محمد شاہ صاحب احمد پور متصل قادیان ۴ر
۲۔ امان ولد شیر فاہرم حبیب پور عہ
۳۔ جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب ...
میزان ...

درخواست دعا

چودہری بھنبو خان صاحب احمدی سٹروعہ ضلع ہوشیارپور سے اطلاع دیتے ہیں کہ میری ہمشیرہ اس دار فانی سے کوچ کر گئی ہیں۔ اس لئے ہر ایک مقام کی احمدی جماعت کو لازم ہے کہ مرحومہ کیلئے دعائے مغفرت کریں۔

محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری

پٹوار گزٹ۔ پٹوار گزٹ۔ پٹوار گزٹ

اخبار پنجہ فولاد کے ناظرین کا ایک بڑا حصہ مال اور نہر سے متعلق ہے۔ محرران پیشی۔ امین۔ قبضدار۔ پٹواریان نہر اور مال۔ نائب تحصیلدار۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ۔ تحصیلدار۔ افسران مال۔ ڈپٹی کلکٹر نہر۔ مہتمم بندوبست۔ غرض مال اور نہر کے ہر قسم کے عہدہ داروں تک اس اخبار کی رسائی ہے۔ پنجہ فولاد تاریخ اجراء سے لیکر آجتک محکمہ مال اور نہر کا سچا خدمتگذار ثابت ہوا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اخبار پنجہ فولاد جس پٹواری یا امین یا کسی اور بندوبستی غلام نے ایک دفعہ دیکھا ہے۔ بغیر خریداری کے نہیں رہ سکا۔ اب محکمہ بندوبست کے ہمدردان اور عام خیر خواہوں کے اصرار سے ارادہ کیا گیا ہے کہ شروع ماہ جون سے اخبار پنجہ فولاد کے ہمراہ چار صفحوں کا ایک ضمیمہ بنام پٹوار گزٹ ہر ہفتہ شایع کیا جایا کرے جسمیں محکمہ مال اور نہر کی خبریں افسران اور عام عہدہ داروں کے تغیر و تبدل۔ تنزلی۔ ترقی۔ موقوفی و بحالی اور انعامات وغیرہ کے حالات معہ انتخاب پنجاب گورنمنٹ گزٹ شایع ہوا کریں۔ اور اس امر کی کوشش کی جائے کہ پٹواریوں کی شبانہ روز محنت سہ ماہی تنخواہ کی تکلیف کمی تنخواہ کی شکایت حکام بالا پر ظاہر کرکے ان کے حقوق پر توجہ دلائی جائے۔ اخبار کی سالانہ قیمت تین روپے ہے اور پیشگی قیمت دینے والے کو عمدہ کے ناول مفت ملتے ہیں۔ پٹوار گزٹ کے جاری ہونے اور اخراجات کی زیادتی کی وجہ سے چاہئے تو یہ تھا کہ قیمت بڑھا دی جاتی یا کم از کم مقررہ قیمت میں بھی کمی نہ کی جاتی۔ مگر محض غریب پٹواریوں کی خاطر اخبار کی قیمت میں مدرکی اور رعایت کردیجاتی ہے۔ یعنے اگر آپ اخیر مئی سے پہلے پہلے درخواست بھیجدیں گے تو ... جاوینگے اور ناول بھی مفت نذر ہوں گے۔ امید ہے کہ اہلکاران مال و نہر اس موقع سے فایدہ اٹھا کر باعث ترقی کا ہوگا۔ جو در حقیقت انکی اپنی ترقی ہے۔

المشتہر
مینجر اخبار پنجہ فولاد و پٹوار گزٹ
نولکھا لاہور

درخواست دعا

(۱) چودہری نور احمد صاحب احمدی سٹروعہ ضلع ہوشیارپور سے اپنی والدہ ماجدہ کے اس دار فانی سے انتقال کر جانے کی اطلاع دیتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اور ساتھ ہی جماعت احمدیہ سے درخواست کرتے ہیں کہ مرحومہ کا جنازہ پڑھا جاوے۔

(۲) علاء الدین صاحب بمبئی سے اپنی والدہ بزرگوار کی وفات کی خبر تحریر کرکے جماعت احمدیہ سے نماز جنازہ کیلئے درخواست کرتے ہیں۔

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس ساعت عُسر میں آپ کے ساتھ ہوئے۔ یہ وقت خطرناک آزمائش کا تھا حضرت مسیح پر جب اس قسم کا وقت آیا تو ان کے شاگرد انکو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور ایک نے سامنے ہی لعنت بھی کی مگر صحابہ کرام میں سے ہر ایک نے پوری وفاداری کا نمونہ دکھایا۔ غرض حضرت ابوبکر صدیق نے آپکا پورا ساتھ دیا اور ایک غار میں جسکو غار ثور کہتے ہیں آپ جا چھپے شریر کفار جو آپ کی ایذارسانی کیلئے منصوبے کر چکے تھے۔ تلاش کرتے ہوئے اس غار تک پہونچ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی کہ اب تو یہ بالکل سر پر آپہونچے ہیں اور اگر کسی نے ذرا نیچے نگاہ کی تو وہ دیکھ لیگا اور ہم پکڑے جاوینگے۔ اسوقت آپ نے فرمایا

لاتحزن ان اللہ معنا

کچھ غم نہ کھاؤ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اس لفظ پر غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں۔ یہ فرمایا ان اللہ معنا معنا میں آپ دونوں شریک ہیں یعنے تیرے اور میرے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پلہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھا ہے اور دوسرے پر حضرت صدیق کو اسوقت دونو ابتلا میں ہیں کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے یا تو اسلام کی بنیاد پڑنے والی ہے یا خاتمہ ہو جانیوالا ہے۔ دشمن غار پر موجود ہیں۔ اور مختلف قسم کی رائے زنیاں ہو رہی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس غار کی تلاشی کرو۔ کیونکہ نشان پا یہاں تک ہی آکر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہاں انسان کا گذر اور دخل کیسے ہوگا۔ مکڑی نے جالا تنا ہوا ہے۔ کبوتر نے انڈے دئے ہوئے ہیں اس قسم کی باتوں کی آوازیں اندر پہونچ رہی ہیں اور آپ بڑی صفائی سے انکو سن رہے ہیں۔ ایسی حالت میں دشمن آئے ہیں کہ وہ خاتمہ کرنا چاہتے ہیں اور دیوانے کیطرح بڑھے آتے ہیں۔ لیکن آپ کی کمال شجاعت کو دیکھو کہ دشمن سر پر ہے اور آپ اپنے رفیق صادق صدیق کو فرماتے ہیں

لاتحزن ان اللہ معنا

یہ الفاظ بڑی صفائی کیساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے زبان ہی سے فرمایا کیونکہ یہ آواز کو چاہتے ہیں اشارہ سے کام نہیں چلتا۔ باہر دشمن مشورہ کر رہے ہیں اور اندر غار میں خادم و مخدوم بھی باتوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس امر کی پروا نہیں کی گئی کہ دشمن آواز سن لینگے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر کمال ایمان اور معرفت کا ثبوت ہے خدا تعالیٰ کے وعدوں پر پورا بھروسہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کیلئے تو یہ نمونہ کافی ہے ابوبکر صدیق کی شجاعت کیلئے ایک دوسرا گواہ اس واقعہ کے سوا اور بھی ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر نکلے کہ اگر کوئی کہیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا ہے تو میں اسے قتل کر دونگا ایسی حالت میں حضرت ابوبکر صدیق نے بڑی جرأت اور دلیری سے کلام کیا اور کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔

یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کی ایک رسول ہی ہیں اور آپ سے پہلے جسقدر نبی ہو گذرے ہیں سب نے وفات پائی ہے۔ اس پر وہ جوش فرو ہوا۔ اس کے بعد بادیہ نشین اعراب مرتد ہو گئے۔

ایسے نازک وقت کیحالت کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یوں ظاہر کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو چکا ہے۔ اور بعض جھوٹے مدعی نبوت کے ہو گئے ہیں اور بعضوں نے نمازیں چھوڑ دیں اور رنگ بدل گیا ہے۔ ایسی حالت میں اور اس مصیبت میں میرا باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اور جانشین ہوا۔ میرے باپ پر ایسے ایسے غم آئے کہ اگر پہاڑوں پر آتے تو وہ بھی نابود ہو جاتے۔ اب غور کرو کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑنے پر بھی ہمت اور حوصلہ کو نہ چھوڑنا یہ کسی معمولی انسان کا کام نہیں۔ یہ استقامت صدق ہی کو چاہتی تھی اور صدیق ہی نے دکھائی۔ ممکن نہ تھا کہ کوئی دوسرا اس خطرہ کو سنبھال سکتا۔ تمام صحابہ اسوقت موجود تھے کسی نے نہ کہا کہ میرا حق ہے وہ دیکھتے تھے کہ ایک آگ لگ چکی ہے اس آگ میں کون پڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حالت میں ہاتھ بڑھا کر آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر سب نے یکے بعد دیگرے بیعت کر لی۔ یہ انکا ہی صدق تھا کہ اس فتنہ کو فرو کیا اور ان موذیوں کو ہلاک کیا مسیلمہ کے ساتھ ایک لاکھ آدمی تھا اور اسکے مسائل اباحت کے مسائل تھے لوگ اسکی اباحتی باتوں کو دیکھکر اسکے مذہب میں شامل ہوتے جاتے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے اس بیعت کا ثبوت دیا اور ساری مشکلات کو آسان کر دیا۔

خون مسیح پر ایمان لانا بھی سہل ہوا ہوا ہے کیونکہ اس ایمان لانے سے ایک تو روٹی مل جاتی ہے دوسرے اباحت کی زندگی۔ پہلے تو اللہ اکبر کی آواز سنتے ہی نماز کیلئے اٹھنا پڑتا اور اب یہ حال ہے کہ خون مسیح پر ایمان لاکر رات کو شراب پی کر سو گئے اور جب جی چاہا اٹھے کوئی باز پرس نہیں کچھ نہیں۔ ایسی حالت میں لوگوں کا رجوع عیسائیت کیطرف ہونا لازمی امر ہے۔ لوگوں کی حالت کچھ اس قسم کی ہو گئی ہے کہ کہتے ہیں

ایہ جہان مٹھا اگلا کس نے ڈٹھا

اس جہان میں بدمعاشیاں کر لو۔ آگے دیکھا جاویگا اس قسم کے لوگ روٹی بے قیدی اور آرام کی زندگی عیسائیت ہی میں پا سکتے ہیں ان کیلئے کوئی ضروری امر نہیں خواہ دس برس تک بھی غسل جنابت نہ کریں۔ پس ان لوگوں کو جو عیسائی ہوئے ہیں دیکھکر تعجب نہیں کرنا چاہیے یہ دہریہ منش جو مرتد ہوئے ہیں اگر عیسائی نہوتے تو باطنی طور پر بھی مرتد ہی تھے چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک ازلی کافر جو بے قیدی اور اباحت کی زندگی کو چاہتے ہیں اور تین قسم کے مومن۔ ظالم لنفسہ۔ مقتصد۔ سابق بالخیرات پہلی قسم کے مومن وہ ہیں جو ظالم ہیں یعنے ان پر کچھ جذبات نفس غالب آجاتے ہیں۔ دوسرے میانہ رو اور تیسرے خیر مجسم۔

اب ازلی کافر جو نفس کے غلام اور بندے ہیں جنکی غرض و غایت بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ بے قیدی کی زندگی بسر ہو اور روپیہ بھی مل جاوے انکو اسلام سے کیا مناسبت۔ وہ تو عیسائیت کو پسند کرینگے جہاں تنخواہ ملجاوے اور کسی چیز کی ضرورت نہ رہے گرجا میں گئے تو وہاں بھی محض اس غرض سے کہ چند خوبصورت عورتیں اچھے لباس پہن کر جاتی ہیں وہاں بدنظری کیلئے جا بیٹھے۔ غرض اس قسم کی اباحتی زندگی والوں کو اسلام سے کوئی مناسبت ہو ہی نہیں سکتی۔ اس زمانہ میں بھی مسیلمہ نے اباحتی رنگ میں لوگوں کو جمع کر رکھا تھا۔ ایسے وقت میں حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو انسان خیال کر سکتا ہے کہ کسقدر مشکلات پیدا ہوئے ہونگے۔ اگر وہ قوی دل نہوتا اور ایمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ اسکے ایمان میں نہوتا تو بہت ہی مشکل پڑتی اور گھبرا جاتا۔ لیکن صدیق نبی کا ہمسایہ تھا آپکے اخلاق کا اثر اس پر پڑا ہوا تھا۔ اور دل نور یقین سے بھرا ہوا تھا۔ اسلئے وہ شجاعت اور استقلال دکھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسکی نظیر ملنی مشکل ہے۔ انکی موت اسلام کی زندگی تھی۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اسپر کسی لمبی بحث کی حاجت ہی نہیں اس زمانہ کی حالات پڑھ لو اور پھر جو اسلام کی خدمت ابوبکر نے کی ہے اسکا اندازہ کرو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ابوبکر صدیق اس اسلام کیلئے آدم ثانی ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق کا وجود نہ ہوتا تو اسلام بھی نہ ہوتا۔ ابوبکر صدیق کا بہت بڑا احسان ہے اس نے اسلام کو دوبارہ قائم کیا۔ اپنی قوت ایمانی سے کل باغیوں کو سزا دی۔ اور امن کو قائم کر دیا۔ اسی طرح پر جیسے خدا تعالیٰ نے فرمایا اور وعدہ کیا تھا کہ میں سچے خلیفہ پر امن کو قائم کرونگا۔ یہ پیشگوئی حضرت صدیق کی خلافت پر پوری ہوئی اور آسمان نے اور زمین نے عملی طور پر شہادت دیدی۔

پس یہ صدیق کی تعریف ہے کہ اس میں صدق اس مرتبہ اور کمال کا ہونا چاہیے۔ نظائر سے مسائل بہت جلد حل ہو جاتے ہیں۔ اگر گذشتہ زمانہ میں اسکی نظیر دیکھی جاوے تو پھر یوسف کا صدق ہے ایسا صدق دکھایا کہ یوسف صدیق کہلایا۔ ایک خوبصورت معزز اور جوان عورت جو بڑے بڑے دعوے کرتی ہے عین تنہائی اور خلوت میں ارتکاب فعل بد چاہتی ہے لیکن آفرین ہے اس صدیق پر کہ خدا تعالیٰ کے حدود کو توڑنا پسند نہ کیا اور اسکی بالمقابل ہر قسم کی آفت اور دکھ اٹھانے کو آمادہ ہو گیا یہانتک کہ قیدی کی زندگی بسر کرنی منظور کر لی چنانچہ کہا رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ۔ یعنے یوسف نے دعا کی کہ اے رب مجھکو قید پسند ہے ان باتوں سے جنکی طرف وہ مجھے بلاتی ہیں۔ اس سے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک فطرت اور غیرت نبوت کا کیسا پتہ لگتا ہے دوسرے امر کا ذکر تک نہیں کیا گیا مطلب یہ کہ اسکا نام نہیں لیا یوسف اللہ تعالیٰ کی حسن و احسان کا گرویدہ اور عاشق زار تھا انکی نظر میں اپنے محبوب کے سوا دوسری کوئی بات جچ سکتی نہ تھی وہ ہرگز پسند نہ کرتے تھے کہ حدود اللہ کو توڑیں۔

کہتے ہیں کہ ایک لمبا زمانہ جو ۱۲ برس کے قریب بتایا جاتا ہے وہ جیل میں رہے لیکن اس عرصہ میں کبھی حرف شکایت زبان پر نہ آیا اللہ تعالیٰ اور اسکی تقدیر پر پورے راضی رہے۔ اس عرصہ میں بادشاہ کو کوئی عرضی بھی نہیں دی کہ انکے معاملہ کو سوچا جاوے یا انہیں رہائی دیجاوے بلکہ کہا جاتا ہے کہ اس اہل غرض عورت نے تکالیف کا سلسلہ بڑھا دیا کہ کسیطرح وہ پھسل جاویں مگر اس صدیق نے اپنا صدق نہ چھوڑا۔ خدا نے انکو صدیق ٹھہرایا یہی صدیق کا ایک مقام ہے کہ دنیا کی کوئی آفت کوئی تکلیف اور ذلت اسے صدق کے توڑنے پر آمادہ نہیں کر سکتی۔ جسقدر اونچے اور بلائیں بڑھتی جاویں وہ اس مقام صدق کو زیادہ مضبوط اور لذیذ بنا دیتی ہیں نظارہ یہ کہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہ جب انسان ایاک نعبد کہکر صدق اور وفاداری کے ساتھ قدم اٹھاتا ہے تو خدا تعالیٰ ایک بڑی نہر صدق کی کھول دیتا ہے

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

پس یہ بھی ایک کامل لطیفہ ہے جسکا التزام اسصورت مین کیا گیا پھر تیسرا لطیفہ اس سورة مین یہ ہے کہ باوجود التزام فصاحت وبلاغت یہہ کمال دکہلایا ہے کہ محامد الہیہ کے ذکر کرنے کے لئے بعد جو فقرات دعا وغیرہ کے بارہ مین لکھے ہین اون کو ایسے عمدہ طور پر بطور لف ونشر مرتب کے بیان کیا ہے۔ جسکا صفائی سے بیان کرنا باوجود رعایت تمام مدارج فصاحت وبلاغت کے بہت مشکل ہوتا ہے اور جو لوگ سخن مین صاحب مذاق ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ اس قسم کے لف ونشر کیسا نازک اور دقیق کام ہے - اسکی تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالے نے اول محامد الہیہ مین فیوض اربعہ کا ذکر فرمایا کہ وہ رب العالمین ہے - رحمان ہے رحیم ہے مالک یوم الدین ہے اور پھر بعد اسکے فقرات نعبد اور استعانت اور دُعا اور طلب جزا کو اُنہین کے ذیل مین اس لطافت سے لکہا ہے کہ جس فقرہ کو کسی قسم فیض سے نہایت مناسبت تہی اُسی کے نیچے وہ فقرہ درج کیا چنانچہ رب العالمین کے مقابلہ پر ایاك نعبد لکہا کیونکہ ربوبیت سے استحقاق عبادت شروع ہوجاتا ہے پس اُسی کے نیچے اور اُسی کے محاذات مین ایاك نعبد کا لکھنا نہایت موزون اور مناسب ہے اور رحمان کے مقابلہ پر ایاك نستعین لکہا کیونکہ بندہ کیلئے اعانت الٰہی جو توفیق عبادت اور ہریک اسکے مطلوب مین ہوتی ہے جسپر اوسکی دنیا اور آخرت کی صلاحیت موقوف ہے یہ اوس کے کسی عمل کا پاداش نہین بلکہ محض صفت رحمانیت کا اثر ہے پس استعانت کو صفت رحمانیت سے بہ شدت مناسبت ہے اور رحیم کے مقابلہ پر اهدنا الصراط المستقیم لکہا کیونکہ دعا ایک مجاہدہ اور کوشش ہے اور کوششون پر جو ثمرہ مترتب ہوتا ہے وہ صفت رحیمیت کا اثر ہے اور مالك یوم الدین کے مقابلہ پر صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین لکہا کیونکہ امر مجازات مالک یوم الدین کے متعلق ہے سو ایسا فقرہ جس مین طلب انعام اور عذاب سے بچنے کی درخواست ہے اوسکے نیچے رکہنا موزون ہے -

چوتہا لطیفہ یہ ہے کہ سورة فاتحہ مجمل طور پر تمام مقاصد قرآن شریف پر مشتمل ہے گویا یہ سورہ مقاصد قرآنیہ کا ایک اعجاز لطیف ہے اسی کی طرف اللہ تعالے نے اشارہ فرمایا ہے انا اتیناك سبعا من المثانی والقرآن العظیم یعنے ہم نے تجھے اے رسول سات آیتین سورة فاتحہ کی عطا کی ہین جو مجمل طور تمام مقاصد قرآنیہ پر مشتمل ہین اور اون کے مقابلہ پر قرآن عظیم بھی عطا فرمایا ہے جو مفصل طور پر مقاصد دینیہ کو ظاہر کرتا ہے اور اسی جہت سے اس سورہ کا نام ام الکتاب اور سورہ الجامع ہے - ام الکتاب اس جہت سے کہ جمیع مقاصد قرآنیہ اُس سے مستخرج ہوتے ہین اور سورة الجامع اس جہت سے کہ علوم قرآنیہ کے جمیع انواع پر بصورت اجمالی مشتمل ہے اسی جہت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہی فرمایا ہے کہ جس نے سورة فاتحہ کو پڑہا گویا اوس نے سارے قرآن کو پڑہ لیا غرض قرآن کریم اور حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ سورة فاتحہ محمد وجہ ایک آئینہ قرآن نما ہے جس کی تصریح یہ ہے کہ قرآن شریف کے مقاصد مین سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام محامد کاملہ باری تعالے کو بیان کرتا ہے اور اُسکی ذات کے لئے جو کمال تام حاصل ہے اوسکو بوضاحت بیان فرماتا ہے سو یہ مقصد الحمد للّٰہ مین بطور اجمال آگیا کیونکہ اوس کے یہ معنی ہین کہ تمام محامد کاملہ اللہ کے لئے ثابت ہین جو مستجمع جمیع کمالات اور مستحق جمیع عبادات ہے دوسرا مقصد قرآن شریف کا یہ ہے کہ وہ خدا کا صانع کامل ہونا اور خالق العالمین ہونا ظاہر کرتا ہے اور عالم کے ابتداء کا حال بیان فرماتا ہے اور جو دائرہ عالم مین داخل ہوچکا اوسکو مخلوق ٹہیراتا ہے اور اُن امور کے جو لوگ مخالف ہین اون کا کذب ثابت کرتا ہے سو یہ مقصد رب العالمین مین بطور بطور اجمال آگیا - تیسرا مقصد قرآن شریف کا خدا کا فیضان بلا استحقاق ثابت کرنا اور اوسکی رحمت عامہ کا بیان کرنا ہے سو یہ مقصد لفظ رحمان مین بطور اجمال آگیا - چوتہا مقصد قرآن شریف کا خدا کا وہ فیضان ثابت کرنا ہے جو محنت اور کوشش پر مترتب ہوتا ہے سو یہ مقصد لفظ رحیم مین آگیا - پانچوان مقصد قرآن شریف کا عالم معاد کی حقیقت بیان کرنا ہے سو یہ مقصد مالک یوم الدین مین آگیا - چھٹا مقصد قرآن شریف کا اخلاص اور عبودیت اور تزکیہ نفس عن غیر اللہ اور علاج امراض روحانی اور اصلاح اخلاق ردّیہ اور توحید فی العبادت کا بیان کرنا ہے سو یہ مقصد ایاك نعبد مین بطور اجمال آگیا - ساتوان مقصد قرآن شریف کا ہریک کام مین فاعل حقیقی خدا کو ٹہیرانا اور تمام توفیق اور لطف اور نصرت اور ثبات علے الطاعت اور عصمت عن العصیان اور حصول جمیع اسباب خیر اور صلاحیت دنیا و دین اسی کیطرف سے اقرار دینا اور اون تمام امور مین اسی سے مدد چاہنے کے لئے تاکید کرنا سو یہ مقصد ایاك نستعین مین بطور اجمال آگیا - آٹھوان مقصد قرآن شریف کا صراط مستقیم کے دقایق کو بیان کرنا ہے اور پھر اوسکی طلب کے لئے تاکید کرنا کہ دعا اور تضرع سے اوسکو طلب کرین سو یہ مقصد اهدنا الصراط المستقیم مین بطور اجمال کے آگیا - نوان مقصد قرآن شریف کا اون لوگون کا طریق وخلق بیان کرنا ہے جنپر خدا کا انعام و فضل ہوا تا طالبین حق کے دل جمعیت پکڑین سو یہ مقصد صراط الذین انعمت علیهم مین آگیا - دسوان مقصد قرآن شریف کا اُن لوگون کا خلق وطریق بیان کرنا ہے جنپر خدا کا غضب ہوا - یا جو راستہ بہولکر انواع اقسام کی بدعتون مین پڑ گئے تا حق کے طالب اُنکی راہون سے ڈرین سو یہ مقصد غیر المغضوب علیهم ولا الضالین مین بطور اجمال آگیا ہے یہہ مقاصد عشرہ ہین جو قرآن شریف مین مندرج ہین - جو تمام صداقتون کا اصل الاصول ہین سو یہ تمام مقاصد سورۃ فاتحہ مین بطور اجمال آگئے -

پانچوان لطیفہ سورہ فاتحہ مین یہ ہے کہ وہ اُس اتمّ اور اکمل تعلیم پر مشتمل ہے کہ جو طالب حق کے لئے ضروری ہے اور جو ترقیات قربت اور معرفت کے لئے کامل دستور العمل ہے کیونکہ ترقیات قربت کا شروع اُس نقطہ سیر سے ہے کہ جب سالک اپنے نفس پر ایک موت قبول کرکے اور سختی اور آزارکشی کو روا رکھہ کر اُن تمام نفسانی خواہشون سے خالصاً للّٰہ دست کش ہوجائے کہ جو اوس مین اور اوس کے مولی کریم مین جدائی ڈالتے ہین اور اوس کے موہنہ کو خدا کیطرف سے پھیر کر اپنی نفسانی لذّات اور جذبات اور عادات اور خیالات اور ارادات اور نیز مخلوق کیطرف پہیرتے ہین اور اون کے خوفون اور اُمیدون مین گرفتار کرتے ہین اور ترقیات کا اوسط درجہ وہ ہے کہ جو ابتدائی درجہ مین نفس کشی کیلئے تکالیف اُٹھائی جاتی ہین اور حالت معتادہ کو چھوڑ کر طرح طرح کے دُکھہ سہنے پڑتے ہین وہ سب آلام صورت انعام مین ظاہر ہوجائین اور بجائے مشقّت کے لذّت اور بجائے رنج کے راحت اور بجائے تنگی کے انشراح اور بشاشت نمودار ہو - اور ترقیات کا اعلےٰ درجہ وہ ہے کہ سالک اسقدر خدا اور اوس کے ارادون اور خواہشون سے اتحاد اور محبّت اور یک جہتی پیدا کرلے کہ اوسکا تمام اپنا عین واثر جاتا رہے اور ذات اور صفات الہیہ بلا شائبہ ظلمت اور بلا توہم حالیت ومحلیت اوسکے وجود آئینہ صفت مین منعکس ہوجائین اور فنا اتم کے آئینہ کے ذریعہ سے جسنے سالکین اور اوسکی نفسانی خواہشون مین غایت درجہ کا بُعد ڈالدیا ہے انعکاس ربانی ذات اور صفات کا نہایت صفائی سے دکہائی دے - اس تقریر مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے جسمین وجودیون یا ویدانتیون باطل خیال کی تائید ہو کیونکہ اُنہون نے خالق اور مخلوق مین جو ابدی امتیاز ہے شناخت نہین کیا اور اپنے کشوف مُشتبہ دہوکہ سے کہ جو سلوک ناتمام کیحالت مین اکثر پیش آجاتے ہین یا جو سودا انگیز ریاضتون کا ایک نتیجہ ہوتا ہے سخت مغالطات کے بیچ مین پڑ گئے یا کسی نے سُکر اور بیخودی کی حالت مین جو ایک قسم کا جنون ہے اُس فرق کو نظر سے ساقط کر دیا کہ جو خدا کی روح اور انسان کے روح مین باعتبار طاقتون اور قوتون اور کمالات اور تقدسات کے ہے ورنہ ظاہر ہے کہ قادرِ مُطلق کہ جسکے علم قدیم سے ایک ذرّہ مخفی نہین اور جس کیطرف کوئی نقصان اور خسران عاید نہین ہو سکتا اور جو ہر یک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیونکر اوس چیز کا عین ہوسکتا ہے کہ جو اُن سب بلاؤن مین مبتلا ہے کیا انسان جسکی روحانی ترقیات کے لئے اسقدر حالات منتظرہ ہین جنکا کوئی کنارہ نظر نہین آتا وہ اوس ذات صاحب کمال تام سے مشابہ یا اسکا عین ہوسکتا ہے جسکے لئے کوئی حالتِ منتظرہ باقی نہین؟ کیا جس کی ہستی فانی اور جسکی روح مین صریح مخلوقیت کے نقصان پائے جاتے ہین وہ باوجود اپنی تمام آلائشون اور کمزوریون اور ناپاکیون اور عیبون اور نقصانون کے اُس ذات جلیل الصفات سے برابر ہوسکتا ہے جو اپنی خوبیون اور پاک صفتون مین ازلی ابدی طور پر اتمّ اور اکمل ہے سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون - بلکہ اِس تیسرے قسم کی ترقی سے ہمارا مطلب یہہ ہے کہ سالک

خدا کی محبت مین ایسا فانی اور مستہلک ہو جاتا ہے اور اسقدر ذات بیچون و بیچگون اپنی تمام صفات کاملہ کے ساتھہ اُس سے قریب ہو جاتی ہے کہ الوہیت کے تجلیات اُس کے نفسانی جذبات پر ایسے غالب آجاتے ہین اور ایسے اوسکو اپنی طرف کھینچ لیتے ہین جو اوسکو اپنے نفسانی جذبات سے بلکہ ہر یک سے جو نفسانی جذبات کا تابع ہو مغائرت کلی اور عداوت ذاتی پیدا ہو جاتی ہے اور اسمین اور قسم دویم کی ترقی مین فرق یہہ ہے کہ گو قسم دویم مین بھی اپنے رب کی مرضی سے موافقت تامہ پیدا ہو جاتی ہے اور اوسکا الہام بصورت انعام نظر آتا ہے مگر ہنوز اوس مین ایسا تعلق باللہ نہین ہوتا کہ جو ماسوی اللہ کے ساتھہ عداوت ذاتی پیدا ہو جانے کا موجب ہو اور جس سے محبت الٰہی صرف دل کا مقصد ہی نہ رہے بلکہ دل کی سرشت بھی ہو جائے۔ غرض قسم دویم کی ترقی مین خدا سے موافقت تامہ کرنا اور اوس کے غیر سے عداوت رکھنا سالک کا مقصد ہوتا ہے اور اوس مقصد کے حصول سے وہ لذت پاتا ہے لیکن قسم سوم کی ترقی مین خدا سے موافقت تامہ اور اوسکے غیر سے عداوت خود سالک کی سرشت ہو جاتی ہے جس سرشت کو وہ کسی حالت مین چھوڑ نہین سکتا کیونکہ انفکاک الشئی عن نفسہ محال ہے برخلاف قسم دوم کے کہ اسمین انفکاک جائیز ہے اور جب تک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہین پہنچتی عارضی ہے اور خطرات سے امن مین نہین وجہہ یہ کہ جب تک انسان کی سرشت مین خدا کی محبت اور اوسکے غیر کی عداوت داخل نہین تب تک کچھہ رگ و ریشہ ظلم کا اسمین باقی ہے کیونکہ اوس نے ربوبیت کو جیسا کہ چاہیئے تہا ادا نہیں کیا اور بقا تام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے لیکن جب اوسکی سرشت مین محبت الٰہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہو گئی یہانتک کہ خدا اُس کے کان ہو گیا جن سے وہ سنتا ہے اور اوسکی آنکھین ہو گیا جن سے وہ دیکھتا ہے اور اوسکا ہاتہہ ہو گیا جس سے وہ پکڑتا ہے اور اوسکا پانو ہو گیا جس سے وہ چلتا ہے۔ تو پھر کوئی ظلم اسمین باقی نہ رہا اور ہر یک خطرہ سے امن مین آگیا۔ اسی درجہ کیطرف اشارہ ہے جو اللہ تعالے نے فرمایا ہے الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اُولٰئک لھم الامن وھم مھتدون اب سمجھنا چاہیئے کہ یہہ ترقیات ثلاثہ کہ جو تمام علوم و معارف کا اصل الاصول بلکہ تمام دین کا لب لباب ہے سورۃ فاتحہ مین بتمامتر خوبی و رعایت ایجاز و خوش اسلوبی بیان کئے گئے ہین۔

چنانچہ پہلی ترقی کہ جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے اوّل قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے جو فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم کیونکہ ہر یک قسم کی کجی اور بے راہی سے باز آکر اور بالکل رو بخدا ہو کر راہ راست کو اختیار کرنا یہہ وہی سخت گہاٹی ہے جسکو دوسرے لفظون مین فنا سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ امور مالوفہ اور معتادہ کو یکلخت چہوڑ دینا اور نفسانی خواہشون کو جو ایک عمر سے عادت ہو چکی ہے یکدفعہ ترک کرنا اور ہر یک ننگ اور ناموس اور عجب اور ریا سے مونہہ پھیر کر اور تمام ماسوا اللہ کو کالعدم سمجھہ کر سیدہا خدا کیطرف رُخ کر لینا حقیقت مین ایک ایسا کام ہے جو موت کے برابر ہے اور یہہ موت روحانی پیدائش کا مدار ہے اور جیسے دانہ جبتک خاک مین نہین ملتا اور اپنی صورت کو نہین چہوڑتا تب تک نیا دانہ وجود مین آنا غیر ممکن ہے اسی طرح روحانی پیدائش کا جسم اس فنا سے طیار ہوتا ہے جون جون بندہ نفس شکست پکڑتا جاتا ہے اور اوسکا فعل اور ارادت اور روبخلق ہونا فنا ہوتا جاتا ہے تون تون پیدائش روحانی کے اعضا بنتے جاتے ہین یہانتک کہ جب فناء اتم حاصل ہو جاتی ہے تو وجود ثانی کی خلعت عطا کی جاتی ہے اور ثم انشأناہ خلقاً اٰخر کا وقت آجاتا ہے اور چونکہ یہہ فناء اتم بغیر نصرت و توفیق و توجہ خاص قادر مطلق کے ممکن نہین اس لئے یہہ دعا تعلیم کی یعنی اھدنا الصراط المستقیم جسکے یہہ معنے ہین کہ اے خدا ہم کو راہ راست پر قایم کر اور ہر یک طور کی کجی و بے راہی سے نجات بخش اور یہ کامل استقامت اور راست روی جسکو طلب کرنے کا حکم ہے نہایت سخت کام ہے اور اوائل دفعہ مین اسکا حملہ سالک پر ایک شیر ببر کیطرح ہے جس کے سامنے موت نظر آتی ہے پس اگر سالک ٹہر گیا اور اوس موت کو قبول کر لیا تو پھر بعد اسکے کوئی اسے سخت موت نہین اور خدا اس سے زیادہ تر کریم ہے کہ پھر اوسکو یہہ جلتا ہوا دوزخ دکہا دے غرض یہہ کامل استقامت وہ فنا ہے کہ جس سے کارخانہ وجود بندہ کو بکلّی شکست پہونچتی ہے اور ہوا اور شہوت اور ارادت اور ہر یک خودروی کے نقش سے بیکبارگی دستکش ہونا پڑتا ہے اور یہ مرتبہ سیر و سلوک کے مراتب مین سے وہ مرتبہ ہے جس مین انسانی کوششون کا کچھہ دخل ہے اور بشری مجاہدات کی بکلی پیش رفت ہے اور اسی حد تک اولیاء اللہ کی کوششین اور سالکین کی محنتین ختم ہو جاتی ہین اور پھر بعد اسکے خاص مواہب سماوی ہین جنمین بشری کوششون کو کچھہ دخل نہین بلکہ خود خدا تعالے کی طرف سے عجائبات سماوی کی سیر کرانے کے لئے غیبی سواری اور آسمانی بُراق عطا ہوتا ہے۔

اور دوسری ترقی جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے دوسرا قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے۔ صراط الذین انعمت علیھم یعنی ہمکو اُن لوگون کا راہ دکہلا جن پر تیرا انعام اکرام ہے۔ اس جگہ واضح رہے کہ جو لوگ منعم علیہم ہین اور خدا سے ظاہری و باطنی نعمتین پاتے ہین۔ شداید سے خالی نہین ہین بلکہ اس دار الابتلا مین ایسی ایسی شدتین اور صعوبتین انکو پہونچتی ہین کہ اگر وہ کسی دوسرے کو پہنچتین تو مدد ایمانی اُسکی منقطع ہو جاتی۔ لیکن اس جہت سے اُن کا نام منعم علیہم رکہا گیا ہے کہ وہ بباعث غلبہ محبت آلام کو برنگ انعام دیکھتے ہین اور ہر یک رنج یا راحت جو دوست حقیقی کیطرف سے انکو پہنچتی ہے بوجہ مستی عشق اُس سے لذّت اٹہاتے ہین پس یہ ترقی فی القرب کی دوسری قسم ہے جس مین اپنے محبوب کے جمیع افعال سے لذّت آتی ہے اور جو کچھہ اُسکی طرف سے پہنچے انعام ہی انعام نظر آتا ہے اور اصل موجب اس حالت کا ایک محبّت کامل اور تعلّق صادق ہوتا ہے جو اپنے محبوب سے ہو جاتا ہے اور یہ ایک موہبت خاص ہوتی ہے جس مین حیلہ و تدبیر کو کچھہ دخل نہین بلکہ خدا ہی کی طرف سے آتی ہے اور جب آتی ہے تو پھر سالک ایک دوسرا رنگ پکڑ لیتا ہے اور تمام بوجہہ اُسکے سر سے اتارے جاتی ہین اور ہر یک ایلام انعام ہی معلوم ہوتا ہے اور شکوہ اور شکایت کا نشان نہین ہوتا پس یہ حالت ایسی ہوتی ہے کہ گویا انسان بعد موت کے زندہ کیا گیا ہے کیونکہ اون تلخیون سے بکلّی نکل آتا ہے جو پہلے درجہ مین تہین جن سے ہر یک وقت موت کا سامنا معلوم ہوتا تہا مگر اب چارونطرف سے انعام ہی انعام پاتا ہے اور اسی جہت سے اُسکی حالت کے مناسب حال یہی تہا کہ اُسکا نام منعم علیہ رکہا جاتا اور دوسرے لفظون مین اس حالت کا نام بقا ہے کیونکہ سالک اس حالت مین اپنے تئین ایسا پاتا ہے کہ گویا وہ مرا ہوا تہا اور اب زندہ ہو گیا اور اپنے نفس مین بڑی خوشحالی اور انشراح صدر دیکھتا ہے اور بشریت کے انقباض سب دور ہو جاتے ہین اور الوہیت کے مربیانہ انوار نعمت کیطرح برستے ہوئے دکہائی دیتے ہین اسی مرتبہ مین سالک پر ہر یک نعمت کا دروازہ کہولا جاتا ہے اور عنایات الٰہیہ کامل طور پر متوجہ ہوتی ہین اور اس مرتبہ کا نام سیر فی اللہ ہے کیونکہ اس مرتبہ مین ربوبیت کے عجائبات سالک پر کہولے جاتے ہین اور جو ربّانی نعمتین دوسرون سے مخفی ہین اُنکا اُسکو سیر کرایا جاتا ہے کشوف صادقہ سے متمتع ہوتا ہے اور مخاطبات حضرت احدیت سے سرفرازی پاتا ہے اور عالم ثانی کے باریک بھیدون سے مطلع کیا جاتا ہے اور علوم اور معارف سے وافر حصہ دیا جاتا ہے غرض ظاہری اور باطنی نعمتون سے بہت کچھہ اوسکو عطا کیا جاتا ہے یہانتک کہ وہ اُس درجۂ یقین کامل تک پہنچتا ہے کہ گویا امر حقیقی کو بچشم خود دیکھتا ہے سو اس طور کی اطلاع کامل جو اسرار سماوی مین اسکو بخشے جاتے ہین اسکا نام سیر فی اللہ ہے لیکن یہ وہ مرتبہ ہے جس مین محبّت الٰہی انسان کو دی تو جاتی ہے لیکن بطریق طبیعت اوسمین قایم نہین کیجاتی یعنی اُس کی سرشت مین داخل نہین ہوتی بلکہ اوسمین محفوظ ہوتی ہے۔

اور تیسری ترقی جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے انتہائی قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے جو فرمایا ہے۔ غیر المغضوب علیھم والضالین یہہ وہ مرتبہ ہے جس مین انسان کو خدا کی محبّت اور اوس کے غیر کی عداوت سرشت مین داخل ہو جاتی ہے اور بطریق طبیعت اوسمین قیام پکڑتی ہے اور صاحب اس مرتبہ کا اخلاق الٰہیہ سے ایسا ہی بالطبع پیار کرتا ہے کہ جیسے وہ اخلاق احدیت مین محبوب ہین اور محبّت ذاتی حضرت خداوند کریم کی اس قدر اُس کے دل مین آمیزش کر جاتی ہے کہ اوس کے دل سے محبت الٰہی کا منفک ہونا مستحیل اور ممتنع ہوتا ہے اور اگر اوس کے دل کو اور اوسکی جان کو بڑے بڑے امتحانون اور ابتلاؤن کے سخت صدمات کے نیچے دیکر کوفتہ کیا جائے اور نچوڑا جائے تو بجز محبّت الٰہیّہ کے اور کچھہ اُسکے دل و جان سے نہین نکلتا اُسی کے درد سے لذّت پاتا ہے اور اوسی کو واقعی اور حقیقی طور پر اپنا دلارام سمجھتا ہے یہہ وہ مقام ہے جس مین تمام ترقیات قُرب ختم ہو جاتی ہین اور انسان اپنے اس انتہائی کمال کو پہنچ جاتا ہے کہ جو فطرۃ بشری کے لئے مقدّر ہے۔

یہہ لطائف خمسہ ہین کہ جو بطور نمونہ مشتے از خروارے ہم نے لکہے ہین مگر عجائبات معنوی اس صورت مین اور نیز دوسرے حقائق و معارف اسقدر ہین کہ اگر اون کا عشر عشیر بھی لکہا جائے تو اوس کے لکہنے کے لئے ایک بڑی کتاب چاہیئے۔

(باقی آئندہ)

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

دویم - قولہ تعالیٰ - حکایت یعقوب است - وقال یا اسفیٰ علیٰ یوسف وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم - (س یوسف) یعنے یعقوب فریاد وا اسفی واحسرتا وافراقا بر مفارقت یوسف مے زد و سفید شد سیاہی دو چشم او از سبب اندوہ وگریہ بر یوسف - حاصل مطلب اینکہ حضرت یعقوب از برائے پسر خود گریہ کرد پس در مصائب حسین ہم گریہ کردن جائز بل مستحب موکد و موجب ثواب و دخول جنت باشد و این آیہ شریفہ دلالت دارد بر جواز گریہ بر مصائب خود و بر غیر خود - (قول مولوی)

مولوی صاحب لاہوری در رسالہ خود از اقوال بیضاوی و کشاف بناہ حجت چنین سفرماید - (تحقیک نشد تراوت اشک در چشم یعقوب از وقت مفارقت تا وقت ملاقات او با یوسف ہشتاد سال - الخ) (قول مولوی)

الغرض من اصول محققین اسلام امینست کہ ہر چہ از کتاب خدا ثابت شود بچشم و سر باید نہاد و مقابل مجہول است - آراء مفسرین گر از منطوق کتاب مجید و فرقان حمید مخالف باشند بجوئے نرزد - حاشا و کلا ثم حاشا کہ از مدلول آیہ و سیاقش گریہ کردن ثابت شود بجند دلیل - القرآن یفسر بعضہ بعضاً - ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا

دلیل اول اگر حضرت یعقوب گریہ و بکا مے کرد بالقول مولانائے معظم - وا اسفا و احسرتا و افراقا مگفت پس فصبر جمیل واللہ المستعان علیٰ ما تصفون - و بجائے دیگر فصبر جمیل عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعاً چہ معنی دارد آیا بخیال مولوی صاحب گریہ کردن بر مصائب وارده و احسرتا و افراقا گفتن منافی صبر و شکر نیست اگر ہشتاد سال کسے در مفارقت پسر خود گریہ کرده باشد حسرتہا خورده باشد تراوت چشمش در مفارقت او خشک نشده باشد اے اہل علم انچنین شخص را کسے میتواند کہ صابر و شاکر نام نہد جائے شرم است کہ باوجود این ہمہ تاکید کلمہ (فصبر جمیل) بر زبان آرد - آیا این کلمہ حضرت یعقوب ناگفتہ بود و عمل او این ہمہ بات با قرآن باہم اختلاف دارد - (ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا) دلیل دویم - معنی یا اسفیٰ علیٰ یوسف واحسرتا و افراقا وا اسفے کردن تحریف

است در قرآن عقلاء مے دانند کہ معنی یا اسفیٰ اے افسوس است بر یوسف - نہ آنچہ مولوی صاحب تحریف معنوی کرده اند و ناظرین از قرآن مے آریم - چون مولوی صاحب سودائے عزاداری معروف در سر داشت از تحبت بر وقت معنا کردن الفاظ قرآن کریم گمراه شد - (واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ) - فلعلک باخع نفسک علیٰ آثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا - آیا معنی (اسفا) فریاد وا اسفا واحسرتا وافراقا زدن است و ثابت است کہ حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز فریادہا مے زد - فرجع موسیٰ الیٰ قومہ غضبان اسفا - اینجا اسفا چہ معنی دارد فریادہا زدن - واحسرتا - وافراقا - واحسینا - گفتن آیا حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام بعد رجوع از میقات - مطابق تفسیر مولانائے مکرم شب و روز نعرہ ہائے وا اسفا - وافراقا - واحسرتا مے زد - عجب است باین تفسیر دانی کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا - ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا) - دلیل سویم - لفظ من الحزن در عبارت قرآنی موجود است نہ لفظ من البکاء پس شرم است کہ معنے حزن بکا کرده شود - طرفہ اینکہ مولانا صاحب مکرم ہمہ جا بکا معروف و متداول اہل تشیع مراد مے گیرند - مثلاً واحسینا و اعلیا - وا رسولا - بشمول سینہ زنی مروج - مولوی صاحب در ترجمہ رقم کرده (از سبب اندوه وگریہ بر یوسف صفحہ ۶ سطر ۴) پس اگر معنی لفظ من الحزن در ترجمہ (از سبب اندوه) است پس گریہ معنی کدام لفظ عربیست کہ ترجمہ مولوی صاحب ایزاد کرده اند - الفاظ حزن و بکا ہر دو جداگانہ معنا دارند - غور کنید در آیات ذیل - (فرجعناک الیٰ امک کی تقر عینہا ولا تحزن) پاره ۱۶ - س طہٰ) (فناداھا من تحتہا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا) (انما النجوی من الشیطان لیحزن الذین امنوا) (لا تحزن ان اللہ معنا) (وقالوا الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن)

در ہمہ این آیات قرآنی لفظ حزن واقع است و از ہیچ یک ثابت نمی شود کہ معنی حزن بکا معروف مولوی صاحب مراد باشد ما این آیات کتاب اللہ را نظیراً آورده ایم تا محققین اہل علم و دانش بدانند کہ محاوره قرآنی در لفظ حزن چیست صاحبان معرفت میدانند کہ خداوند عالم جل و علا می توانست کہ بجائے من الحزن - من البکاء ارشاد فرماید تا ہیچکس

در اشتباه نیفتد مگر خداوند علیم و خبیر کہ عالم السر والشہادۃ علیم بذات الصدور و بعلم و قدرتش ازلی و ابدی بر ہمہ ما کان و ما یکون محیط است میدانست کہ وقتے امامیہ باین آیہ استدلال خواہند کرد و ناکام خواہند شد پس کسیکہ اندک تدبر نماید بحقیقت مے رسد کہ سر درین نکتہ چیست کہ بجائے من الحزن - من البکاء ارشاد نشد - (فتدبروا یا اولی الالباب)

دلیل چہارم - در لغت عرب معنی حزن فریادہا زدن و نوحہ کردن ننوشتہ - اگر در لغت خاص امامیہ باشد عجب نیست مفسرین امامیہ ہم معنی لفظ حزن اندوه و غم کرده اند - مفسر کاشانی در خلاصۃ المنہج زیر تفسیر آیہ (لا تحزن ان اللہ معنا) نوشتہ است - چون گفت پیغمبر یار خود را - اندوه مخور علامہ طبرسی ذیل تفسیر ہمین آیہ نوشتہ لا تحزن اے لا تخف پس معنی لفظ حزن بکا نیست چون گریہ کردن بر مصائب غیر برادران امامیہ در ارث دارند از تحبت در ہر جا سودائے بکا معروف در دماغ شان متخیل است

دلیل پنجم - بعد از ذکر وابیضت عیناه من الحزن فھو کظیم واقع است و ازین کلمہ مستفاد می شود کہ حضرت یعقوب گریہ نکرد و ورنہ کلمہ فھو کظیم بے معنی مے شود - والکاظمین الغیظ - اذ نادا و ھو مکظوم - وانذرھم یوم الآزفۃ اذ القلوب لدی الحناجر کاظمین -) پس معنے کظیم کہ بعد از لفظ حزن واقع است - ضبط کننده کہ از غم پر باشد و اظہار نکند - پس اگر حضرت یعقوب علیہ السلام ہشتاد سال گریہ باشد نعرہائے واحسرتا وافراقا زده باشد اطلاق کظیم بحالتش کے صادق آید - قاعده است کہ اگر کسے ضبط گریہ مے کند حزن یا غم و اندوه از دیاد مے پذیرد چون بگرید غم و اندوه برود و دماغ سبک شود و دل تجربہ شده کہ از شدت حزن یا اندوه اشک از چشم مے آید - پس کظیم بمعنے ضبط کننده گریہ است و ہمچنین ضبط گریہ موجب اندوه یا حزن شدید می شود و از تحبت خداوند علیم و خبیر اندوه یعقوب را بلفظ حزن تعبیر فرمود - و حزن یا اندوه از امورات قلبیہ و داخلیہ اند نہ مثل بکاء کہ بر فعل خارجی ظاہری اطلاق مے شود اگر چہ کسے بسیار غمگین و اندوہناک باشد مگر او را ہمچکس نمے گوید کہ گریہ مے کند بلے این صحیح است کہ گاہے غم یا اندوه منجر بگریہ شود و اعضاء و جوارح ظاہری تقلید قلب کنند - و نوبت اضطراب و بیقراری بجز نمیکشد مگر بمصداق (کلام الملوک ملوک الکلام) قرآن کریم کہ بغایت درجہ فصاحت و بلاغت واقع

است از اظہار لفظ کظیم این حقیقت ثابت می کند کہ حزن حضرت یعقوب منجر و متعدی بگریہ نشده ورنہ خداوند علیم در شان او فھو کظیم نمی فرمود -

دلیل ششم - آیا جائز است کہ رب العلمین شخصے را کہ در مدت ہشتاد سال واحسرتا وافراقا وا یوسفا گفتہ جزع و فزع طولانی بنا نہاده بکا شدید کند - بلقب اسرائیل سرافراز سازد - چون خداوند عالم حضرت یعقوب را در ابتلا انداخت و آن نبی محترم را در امتحان پایدار بود باز او را این لقب عطا فرموده و ابتلا حضرت یعقوب ہمین مفارقت یوسف بود نہ غیر این پس اگر حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام در مفارقت یوسف صبر و استقلال نگاه نمے داشت ہرگز بلقب اسرائیل ممتاز نمے شد -

دلیل ہفتم - احوال یعقوب را دیگر اولادش دیده گفتند (تاللہ تفتؤا تذکر یوسف) و نگفتند تبکوا یوسف - یعنے ہمیشہ یوسف را یاد خواہی کرد نہ اینکہ مدام از برائے یوسف گریہ خواہی کرد -

دلیل ہشتم - در جواب شان حضرت یعقوب علیہ السلام فرمود - (قال انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ) و نگفت شکایت بیقراری و گریہ و زاری خود بخدا میکنم بلکہ انجا ہم لفظ حزنی ارشاد فرموده - فتفہم

دلیل نہم - از آیات دیگر مثلاً - واعلم من اللہ ما لا تعلمون - فتحسسوا من یوسف و اخیہ - ولا تایئسوا من روح اللہ - انی لاجد ریح یوسف وغیره معلوم میشود کہ حضرت یعقوب را ہرگز یقین کشتہ شدن یوسف علیہ السلام نبود و ہمیشہ متفحص احوال او مے بود بلکہ از فقرات عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعا - و تولی عنہم ظاہر است کہ قول پسرانش را کذب صریح مے دانست و امید وثیق داشت کہ بہ یوسف و برادرش ملاقات خواہم کرد - پس باوجود اینقدر یقینیات کہ دل خودش آنہا را مسلم میدانست ہشتاد سال گریہ بر مفارقت یک فرزند خود کردن بعید از عقل و دور از صواب مے نماید و از ذات نبی اللہ مستبعد است کہ خلاف تعلیم الہی کہ بر مصائب وارده صبر باید کرد بے صبری و جزع بنا نہد - چون حالت نبی بشیر و نذیر در فراق پسر خود این باشد افراد امت را در نزول بلا و مصائب چہ کیفیت باشد و چہ تعلیم از چنین ہستی از خود حاصل کرده باشند کہ خودش غیر صابر و شاکر در مصائب باشد - (باقی آئنده)

خطبہ عید الضحیٰ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اس بارہ مین مین خود تجربہ کار ہون کتابون کو جمع کرنے اور انکے پڑہنے کا شوق جنون کی حد تک پہونچا ہوا ہے۔ میرے مخلص احباب نے بسا اوقات میری حالت صحت کو دیکھکر مجھے مطالعہ سے باز رہنے کے مشورے دیئے۔ مگر مین اس شوق کی وجہ سے ان کے دردمند مشورون کو عملی طور پر اس بارہ مین مان نہین سکا۔ مینے دیکھا ہے کہ ہزارون ہزار کتابین پڑہ لینے کے بعد بھی وہ راہ جس سے مولیٰ کریم راضی ہوجاوے اس کے فضل اور مامور کی اطاعت کے بغیر نہین ملتی۔

ان کتابون کے پڑہ لینے اور انپر ناز کرلینے کا آخری ڈپلوما کیا ہوسکتا ہے یہی کہ

فرحوا بما عندھم من العلم

میرے ایک شیخ تھے وہ فرمایا کرتے تھے کہ غایت العلم حیرۃ۔ غرض وہ بات جو خدا تعالیٰ کو پسند ہے جس سے وہ راضی ہوتا اور اپنے فضلون سے انسان کو بہرہ مند کرتا ہے وہ نہ بہت باتون سے ملسکتی نہ بہت کتابون کے پڑہنے سے بلکہ وہ بات تعلق رکھتی ہے دل سے وہ اسکی ایک کیفیت ہے جسکو عام الفاظ مین وفاداری، اخلاص اور صدق کہہ سکتے ہین اور یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے امورون کی اطاعت سے اور سچی پیروی سے

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

خدا تعالیٰ نے خود فیصلہ کردیا ہے۔ اس فیصلہ کے بعد اور کیا چاہتے ہو۔

فماذا بعد الحق الا الضلال

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جسکی نسل پر ہونیکا آج سب سلطنتین فخر کرتی ہین انہون نے اس راہ کو اختیار کیا اس نے صدق دل سے اسلمت لرب العلمین کہا اور اسی ایک امر کی اطاعت کو دیکھو اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ خدا تعالیٰ نے اسے ایسا معزز و مکرم بنایا کہ اسکی اولاد کی گنتی تک نہین ہوسکتی وہ بادشاہ جو اس کے مقابلہ مین اٹھا آج کوئی اسکا نام تک بھی نہین جانتا۔

یقیناً سمجھو اللہ تعالیٰ کسی کا احسان اپنے ذمہ نہین رکھتا وہ اس سے ہزارون لاکھون گنا زیادہ دیدیتا ہے جسقدر کوئی خدا کیلئے دیتا ہے۔ دیکھو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مکہ مین ایک معمولی کوٹہا چھوڑا ہوگا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اسکی کسقدر قدر کی اسکے بدلہ مین اسے ایک سلطنت کا مالک بنادیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک اونٹ چرانے والے کو کس وسیع مملکت کا خلیفہ بنایا جناب علی رضی اللہ عنہ نے خدمت کی اسکی اولاد تک کو مخدوم بنا دیا۔ غرض مین دیکھتا ہون کہ اللہ تعالیٰ کے حضور صدق و اخلاص سے چھوٹی سے چھوٹی خدمت بھی ہزارون گنا بدلہ پاتی ہے وہ تھوڑی سی بات کا بہت بڑا اجر دیدیتا ہے پھر جو اس کے ساتھ سچا رشتہ عبودیت قایم کرتا ہے اسکے عظمت و جلال سے ڈرجاتا ہے دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے جیسا کہ تم نے اپنے مرشد و مولیٰ مہدی و مسیح کے ہاتھ پر اقرار کیا ہے تو خدا تعالیٰ اسکی تائید اور نصرت مین ایسا لگ جاتا ہے کہ

ہر کسے چون مہربانی مے کنی
از زمینی آسمانی مے کنی

کا اسے سچا مصداق بنا دیتا ہے اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ تم سچ مچ وہ نمونہ دکھاؤ جو ابراہیم علیہ السلام نے دکھایا سیکھنے والون کی آج کمی نہین۔ تم سے تمہارا امام عمل چاہتا ہے۔ عملی حالت درست ہوگی تو خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے انعام و اکرام تمہارے شامل حال ہوجائینگے۔ وہ ہزارون ہزار ابراہیم بناسکتا ہے تم ابراہیم بنو بھی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابراہیم اور اس کے خاندان نے یہ مجرب نسخہ بتایا کہ تمہاری موت ایسی حالت مین ہو کہ تم مسلمان ہو۔ موت کا کیا پتہ ہے کہ کب آجاوے ہر عمر کے انسان مرتے ہین بچے۔ بوڑھے۔ جوان۔ آجکل موسم مین جو تغیر ہورہا ہے وہ خدا تعالیٰ کیطرف سے انذار ہے۔ شروع سال مین زمیندارون سے سنا تہا کہ وہ کہتے تھے کہ اسقدر غلہ ہوگا کہ سما نہ سکے گا مگر اب وہی زمیندار کہتے ہین کہ سردی نے فصلون کو تباہ کردیا ہے۔ آیندہ کے لئے خطرات پیدا ہورہے ہین۔ اسلئے یہ وقت ہے کہ تم خدا تعالیٰ سے صلح کرلو۔ اور اس ایک ہی مجرب نسخہ کو ہمیشہ مدنظر رکھو۔

لا تموتن الا وانتم مسلمون

موت کی کوئی خبر نہین اسلئے ضروری ہے کہ ہر وقت مسلمان بنے رہو۔ یہ مت سمجھو کہ چھوٹے سے چھوٹے عمل کی کیا ضرورت ہے اور وہ کیا کام آئیگا نہین خدا تعالیٰ کسی کے فعل کو ضایع نہین کرتا

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مین جب کافر تہا تو اللہ کی راہ مین خیرات کیا کرتا تہا کیا اس خیرات کا بھی کوئی نفع مجھے ہوگا فرمایا اسلمت علی ما اسلفت تیری وہی نیکی تو تیرے اس اسلام کا موجب ہوئی۔ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ اور اسکو سچی فرمانبرداری کے نمونے سے ثابت کرو۔ ٹہیک یاد رکھو کہ ہر نیک بیج کے پہل نیک ہوتے ہین بُرے بیج کا درخت بُرا پہل دیگا۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافاتِ عمل غافل مشو

مسلمان بنو۔ اسلم کی آواز پر اسلمت کا جواب عمل سے دو۔ دوست احباب رشتہ دارون اور عزیزون کو نصیحت کرو کہ اسلام اپنے عمل سے دکھاؤ۔ تمہین خدا تعالیٰ نے بہت عمدہ موقع دیا ہے کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کیطرف سے اپنے وقت پر آیا ہے جو راستبازون کا پورا نمونہ ہے اور تم مین موجود ہے۔ وہ تم سے یہی چاہتا ہے کہ تم دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ اسپر عمل کروگے تو ناکام نہ رہوگے مومن کبھی ناشاد نہین رہ سکتا۔ بلکہ سدا ہی بہشت مین رہتا ہے اسکو دو بہشت ملتے ہین دنیا مین بھی اور آخرۃ مین۔

اللہ تعالیٰ ہم سبکو توفیق دے کہ ان باتون پر عمل کرین کثرت کے ساتھ استغفار کرو۔ اور لاحول پڑہو۔ دعاؤن مین مصروف رہو۔ پھر خیرات دو خیرات بھی ہدایت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

قرآن شریف عمل کیلئے ہدایت نامہ ہے نبی کریم کی سنت موجود ہے امام خود نمونہ ہے وہ حکم ہوکر آیا ہے پس اسکے حکم کو مانو کہ تمہارا بیڑا پار ہو۔

ان لوگون کیلئے جو یہان رہتے ہین اور احتیاجین رکھتے ہین نظر کرو۔ انکی مدد کرو ان ضرورتون کو جو سلسلہ کی ضرورتین ہین جنکو فتح اسلام مین حضرت امام نے ظاہر کیا ملحوظ رکھو۔ مختلف وقتی ضرورتین بھی پیش آجاتی ہین انکا بھی خیال رکھا جاوے مین آخر مین حضرت امام کے حضور بدرد دل سے عرض کرتا ہون کہ وہ ہمارے لئے دعا کرین کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریون کو دور کرے سب سے زیادہ مین دعا کا حاجتمند ہون اسلئے کہ اکثر لوگون کو سناتا رہتا ہون پس اگر میرا ہی نمونہ اچھا نہ ہوا تو بہتون کو ٹہوکر لگ سکتی ہے۔ اسلئے میرے لئے خاص طور پر دعا فرماوین۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے دعا کی پھر دوسرے خطبہ مین قربانی کے متعلق مختصر سے احکام سناکر ختم کردیا۔

کیا حضرت مسیح بیوی رکھتے تھے

ایک زمانہ وہ تہا جب یہ کہنا کہ حضرت مسیح کے اور بھی بھائی اور بہنین تہین انکی شان کی ہتک سمجھا جاتا تہا۔ کیونکہ اس بات کو ناممکن سمجھا جاتا تہا کہ خدا کی ماں سے فانی بچے جنے۔ مگر اب یہ صورت نہین کیونکہ عیسائی صاحبان نے اب تسلیم کرلیا ہے کہ حضرت مریم صدیقہ کی سوائے مسیح کے اور اولاد بھی تہی لڑکے بھی اور لڑکیان بھی۔ مگر اس امر کو کہ حضرت مسیح بیوی رکھتے تھے اب تک بری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس بات کو انکی شان الوہیت کے خلاف سمجھا جاتا ہے کہ خدا ہوکر وہ بیوی بھی رکھتے ہون اور حقوق زوجیت کو بھی ادا کرتے ہون۔ حالانکہ شان الوہیت کو صدمہ پہنچانے والی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح کو بھوک بھی لگتی تہی اور کھانا بھی کہاتے تھے۔ بائبل مین تو لکہا ہے کہ جی اٹھنے کے بعد بھی آپ کو بہوک لگی تہی اور آپ کہانا کہاتے رہے اور ایسا ہی جب آپ کو پیاس لگتی تو آپ پانی پیتے تھے پس جس شخص کو یہ دو بشری تقاضے لگے ہوئے تھے وہ باقی بشریت کی تقاضون سے خالی نہ ہوسکتا تہا۔ چنانچہ قرآن شریف نے نہایت خوبصورت اور مختصر الفاظ مین انکی الوہیت کے بطلان مین صرف اسقدر فرمایا ہے اور اسکو پہیلاؤ تو کئی جلدین دلایل کی تیار ہوسکتی ہین کہ کانا یاکلان الطعام یعنی حضرت مسیح اور انکی والدہ دونون کہانا کہاتے تھے پس جو شخص دو باتین وقت روٹی کہاکر بھی خدا رہسکتا ہے بیوی رکھنے سے کیونکر اسکی کسر شان ہوسکتی ہے۔ مگر کلیسیا نے حضرت مسیح کے نکاح کے انکار پر اصرار کو ہی مفید سمجھا۔ اور یہ کبھی خیال نہین کیا کہ اس انکار کا نتیجہ تو یہ ہے کہ کمال انسانی تجرد مین ہے نہ نکاح اور ادائیگی حقوق زوجیت مین۔ علاوہ ازین اگر مسیح نے نکاح نہین کیا تو ہر ایک سچے عیسائی کا فرض ہے کہ وہ بھی اپنے آقا اور مرشد کے نقش قدم پر چلے ورنہ نہین تو یہ فایدہ تو اس کا ضرور ہوگا کہ اس ایک طریق سے دنیا اس جہوٹے عقیدہ والون سے خالی ہوکر ایک غلط عقیدہ سے نجات پاجائیگی ہان عیسائیون مین فرقہ مارمن ایسا پیدا ہوا ہے کہ اسکی تعلیم عیسائیون کے اس خیال پر پانی پھیر دیتی ہے۔

اخبار اگنا سٹک جرنل ۱۸ مارچ کے پرچہ مین ایک مضمون مارمنون پر لکھتا ہے جس کے اثنا مین یہ دکھایا گیا ہے کہ حضرت مسیح نے صرف نکاح ہی نہین کیا بلکہ ایک ہی وقت مین کم از کم انکی تین بیبیان ضرور تہین۔ عیسائی اس بات کا منہ پر لانا بہت برا سمجھتے ہین مگر برا ماننے کی اسمین کیا بات ہے حضرت مسیح کے وقت مین تعدد ازدواج کا عام رواج تہا۔ اور آپ نے کبھی

پھر اتنا پاکتا تیار ایک لفظ بھی نہیں کہا جسمیں تعدد ازدواج کی مخالفت یا ہجا کی ہو۔ پس اگر وہ اسکے مخالف نہ تھے تو لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ تعدد ازدواج کے حامی تھے۔ پھر اس پر عمل کرنا کونسی تعجب کی بات ہو سکتی ہے۔ ارسون کے پریزیڈنٹ ارمن ہاید کا ایک قول نقل کیا گیا ہے کہ اس نے اپنے وعظ مین جو ایک عام جلسہ مین ۱۹۱۵ء مین بیان کیا یہ کہا تھا "مریم اور مارتھا۔ اور دوسری عورتون کے متعلق جو مسیح کے ساتھ ساتھ رہتی تھین کیا کہنا چاہیئے۔

پہلے زمانے مین اور یہ رواج آجتک چلا جاتا ہے عورتین اپنے خاوندون کو لارڈ (آقا) بعض زبانون مین لفظ ہسبنڈ (خاوند) کا مترادف ہے۔ اور ماسٹر (مالک) لارڈ (آقا) اور ہسبنڈ (خاوند) اسکے ایک ہی معنے ہین۔ جب مریم ہفتہ کے پہلے دن قبر پر آئی تو بجائے یسوع کے اس نے دو فرشتون کو سفید کپڑون مین دیکھا اور انہون نے اسے کہا کہ اے عورت تو کیون روتی ہے اس نے جواب دیا اسلیئے کہ وہ میرے آقا (یعنی خاوند) کو لیگئے ہین اور مین نہین جانتی کہ انہون نے اسے کہان رکھدیا ہے اور جب وہ یہ کہہ چکی تو اس نے پھر کر دیکھا کہ یسوع کھڑا ہے مگر اس نے اسے پہچانا نہین۔ یسوع نے اسے کہا کہ اے عورت تو کیون روتی ہے اور کسے تلاش کرتی ہے اس نے اسے باغبان سمجھ کر کہا کہ اگر تو نے اسے یہان سے اٹھایا ہے تو مجھے بتا کہ تو نے اسے کہان رکھا ہے اور مین اسے لیجاؤنگی۔ یسوع نے اسے کہا مریم۔ اس نے پھر کر دیکھا اور کہا ربونی یعنی اے میرے مالک۔ کیا یہ الفاظ اس محبت کو ظاہر نہین کرتے جو بیوی کو خاوند سے ہوتی ہے ضرور کرتے ہین اور صاف طور پر ان یگانگت اور ہمدردی کے تعلقات کو ظاہر کرتے ہین جو شوہر اور بی بی مین ہوتے ہین۔ محض اشتراک مذہب کی بنا پر ایسی محبت (ایک عورت اور مرد کے درمیان) ہرگز نہین ہو سکتی۔

اسکے بعد اور ثبوت حضرت مسیح کے نکاح کرنے کا اوراق انجیل سے ہی دیا گیا ہے اور اس کیلیئے انجیل یوحنا کے دوسرے باب کی ابتدائی آیتوں کا حوالہ دیا گیا ہے جہان ایک دعوت کا ذکر ہے جو کسی شادی کی تقریب پر ہوئی تھی۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس دعوت مین ایکطرف تو حضرت مسیح اور آپکی مان شریک ہین۔ اور دوسریطرف آپکے حواری بھی اسمین شامل ہین دولہا کا نام تو نہین دیا گیا مگر ان قرائن سے اسکے نام کی تعیین ایک حد تک ضرور ہو سکتی ہے وہ کون شخص ہو سکتا ہے جسکی خاطر ایکطرف تو حضرت مسیح کی مان شامل دعوت ہو اور دوسریطرف وہ لوگ بھی شامل ہون جنہون نے مذہبی طور پر آپ سے تعلق پیدا کیا تھا یعنی آپ کے حواری۔ ان دو فریقون کیلیئے ایک ہی جگہ جمع ہونے کیلیئے باعث کشش سوائے حضرت مسیح کے اور کوئی نہ ہو سکتا تھا اسکی علاوہ وجوہات مین جو مارمن پریزیڈنٹ نے اپنے وعظ مین بیان کیے تھے۔ وہ کہتا ہے کہ انجیل مین یہ لکھا ہے کہ "جب انکو شراب کی ضرورت ہوئی تو یسوع کی مان نے کہا کہ شراب نہین رہی" اگر یسوع کی مان معمولی مہمانون کیطرح اس دعوت مین آئی تھی تو اسکو شراب کے ختم ہو جانے پر کیون تشویش ہوئی اور کیون اس انتظام کی فکر پڑی کہ اور شراب مہیا ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمانداری کا انتظام اسی کی طرف سے تھا۔ اور حضرت مسیح کو خطاب کر کے کہنے سے یہ بھی لگتا ہے کہ یہ انہین کی شادی کی تقریب تھی یسوع نے اسے کہا کہ اے عورت میرا تجھ سے کچھ کام نہین میرا وقت ابھی نہین آیا۔ اسکی مان نے نوکرون کو حکم دیا کہ جو کچھ یہ یعنی یسوع تم سے کہے تم وہی کرو" اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نوکر مریم کے ہی تھے جنکو یہ حکم دیا گیا کیونکہ اگر وہ کسی اور کے نوکر ہوتے تو مریم کو یہ کہنے کا حق کیا تھا۔ علاوہ ازین یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انکو اپنے بیٹے کا یہ جواب پسند نہین آیا اور اسلیئے انہون نے نوکرون کو کہا کہ جو یسوع کہتا ہے وہی کرو۔ گویا ان کا منشاء یہ تھا کہ مین اب دخل نہین دیتی تم جسطرح چاہو انتظام کر دو۔ اور وہان پتھر کے چھ مٹکے تھے جو یہودیوں کی رسم کے مطابق رکھے ہوئے تھے اور انمین سے ہر ایک مین دو یا تین مشکین پانی کی تھین اور یسوع نے انکو کہا کہ ان مٹکونکو پانی سے بھر دو اور انہون نے انکو لبالب بھر دیا۔ پھر اس نے انکو کہا کہ اب نکال لو۔ اور دعوت کے منتظم کے پاس لیجاؤ۔ اور جب اس منتظم نے پانی کو جو شراب بنایا گیا تھا چکھا۔ اور اسکو معلوم نہین تھا کہ یہ کہان سے آیا ہے (مگر نوکرون کو جنہون نے پانی نکالا تھا علم تھا) تو دعوت کے منتظم نے دولہا کو بلایا اور اسکو کہا کہ ہر ایک آدمی شروع مین اچھی شراب دیتا ہے اور جب لوگ اچھی طرح سے پی لیتے ہین تو پھر وہ ناقص ہوتی ہے مگر تو نے ابتک عمدہ شراب رکھی ہے۔ صاحبان انجیل کی اس عبارت کی صفائی سے پتہ لگتا ہے کہ اس موقع پر برات کا دولہا خود مسیح ہی تھا کیونکہ شراب کا مہیا کرنا دولہا کا کام تھا۔ جیسا کہ بیان سے معلوم ہوتا ہے اور اس موقع پر شراب کا مہیا کرنیوالا خود یسوع تھا پس جسقدر کھلے لفظون مین اناجیل کے مترجم اور کونسلین اس مطلب کو ادا کر سکتی تھین انہون نے ادا کر دیا ہے اور اصل راز بتا دیا ہے مین اس بات کو برا نہین سمجھتا کہ ابراہیم کا بیٹا کہلاؤن یا اپنی نجات دہندہ کا بیٹا یا بھائی یا اسکی نسل سے کہلاؤن اگرچہ مریم اور مارتھا اور بہت ساری اور عورتین اسکی بیویان تھین اور اگرچہ اس نے انہین مین سے سات شیطان بھی نکالے تھے میرے نزدیک یہ سب برابر ہے" (ریویو آف ریلیجنز)

برہمیون کے بعض دلچسپ حالات

برہمی قوم مین رہبانیت کی کثرت ہے۔ برہمی زبان مین راہب کو پھونگی کہتے ہین۔ بدھ مذہب مین ہر شخص کو پھونگی ہونا فرض ہے۔ خواہ کوئی شخص کچھ دنون کیلیئے پھونگی ہو یا چند گھنٹون کیلیئے لیکن مدت العمر مین ضرور کچھ نہ کچھ عرصہ کیلیئے پھونگی یعنی راہب ہو جانا لازم ہے۔ لیکن اصلی پھونگی وہ لوگ کہلاتے ہین۔ جو مدت العمر کیلیئے پھونگی ہوتے ہین جو لوگ بطور دل لگی یا فرض یا رسم کے کچھ عرصہ کیلیئے پھونگی بنتے ہین۔ وہ درحقیقت پھونگیون کے زمرہ مین شامل نہین سمجھے جاتے جسطرح عیسائیون مین مرد اور عورت دونون راہب ہوتے ہین۔ یا ہنود مین مرد و عورت دونون جوگ لیتے ہین۔ اسیطرح بدھ مذہب والون مین مرد اور عورت دونون پھونگی ہوتے ہین۔ اور مدت العمر کیلیئے ترک دنیا کر دیتے ہین۔ چنانچہ برہما مین نہایت کثرت کیساتھ ہر عمر کے عورت و مرد پھونگی ہین۔ کوئی قصبہ اور گاؤن ایسا نہین ہے جہان پھونگی نہ ہون۔ رنگون مین بھی ان کے جھنڈ کے جھنڈ موجود ہین۔ مینے سنا ہے کہ برہما کی مردم شماری مین ایک تہائی پھونگی ہین۔ پھونگی شہر مین نہین رہتے۔ بلکہ شہر سے باہر رہتے ہین۔ اکثر جہان کہین پیا یعنی بدھ مذہب کے مندر بنے ہوئے ہین۔ اسکے قرب و جوار مین پھونگیون کے رہنے کے متعدد مکانات بنے ہوئے ہین پیا کی قرب و جوار کی علاوہ بھی پھونگیون کی رہنے کے مکانات ہین۔ لیکن سب آبادی سے باہر جسطرح عیسائیون مین راہبون کیلیئے خانقاہین اور ہنود مین دہرمسالہ یا مندرون شوالون کی قریب مکانات سادھوؤن کے رہنے کیلیئے بنے ہوئے ہین۔ اسی طرح بدھ مذہب مین پھونگیون کے رہنے کیلیئے جو مکانات بنے ہوئے ہین انہین چھیا ہون کہتے ہین۔ یہ مکانات بنظر ثواب جہان ثروت اشخاص بنا دیتے ہین بعض بعض چھیا ہون اس غرض سے بھی بنا دیئے جاتے ہین کہ انمین مسافر آنکر ٹھہرین یا ایسے پھونگی جو مستقل طور سے اس مقام پر بود و باش نہ رکھتے ہون۔ اور عارضی طریق سے آوین تو وہ قیام کرین یہ چھیا ہون بطور چھاونی کی بنے ہوئے ہین۔ یعنی ایک مقام پر متعدد چھیا ہون بنا دیئے گئے ہین۔ گویا دنیا اور انسانون سے بھاگتے بھی ہین۔ اور اکٹھے ہو کر سکونت بھی رکھتے ہین۔ جو اس امر کا ثبوت ہے کہ انسان فطرتی طور سے تمدن پسند ہے۔ اور کسی انسان کیلیئے ناممکن ہے کہ وہ انسانون سے علیحدہ ہو کر رہے۔

جو مرد یا عورت مدت العمر کیلیئے پھونگی ہونیکی نیت کرتے ہین وہ کبھی شادی نہین کرتے۔ پھونگیون کا تمام سر منڈا ہوتا ہے اور چار ابرو کا صفایا ہوتا ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت بعض جوتہ پہنتے ہین۔ اور اکثر ننگے پاؤن رہتے ہین۔ لباس مین صرف ایک تہ بند ہوتا ہے۔ اسکو باندھتے ہین اور اسی کو کندھون پر ڈالکر گردن سے کمر تک اوڑھ لیتے ہین۔ جسکی وجہ سے ایک ہاتھ ہمیشہ ننگا رہتا ہے سوائے تہ بند کے اور کسی قسم کے کپڑے کا استعمال نہین کرتے۔ سر ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ پھونگیون کے تہ بند کا اندازہ بالکل ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ان مریدون کا تہ بند ہوتا ہے جو فقیری اختیار کرتے ہین۔ پھونگی صرف زرد رنگ کا تہ بند باندھتے ہین اور عموماً یہ تہ بند ریشمی ہوتا ہے۔ بہت کم ایسے پھونگی ہونگے جو سوتی کپڑے کے تہ بند باندھتے ہین۔ بعض پھونگیونکا تہ بند نہایت بیش قیمت ہوتا ہے جو چھیا ہون مسافرون کیلیئے بنائے جاتے ہین انمین کسی قسم کا اسباب نہین ہوتا لیکن جن چھیا ہون مین پھونگی رہتے ہین۔ انمین نہایت اعلیٰ درجہ کا فرنیچر ہوتا ہے۔ اعلیٰ قسم کی بیش قیمت مسہریان سونے کو عمدہ لیمپ جلانے کو اور دوسرے اقسام کی آرائش چیزین پھونگیون کے استعمال کیلیئے موجود ہوتی ہین تمام قسم کی خیرات پھونگیونکو دیجاتی ہے چونکہ مثل ہنود کی قوم کے بدھ مذہب والے بھی تناسخ کے قائل ہین اور انکا بھی یہ عقیدہ ہے کہ مردہ کو ایصال ثواب کو اگر وہ چیزین جنکی انسان کو اپنی زندگی مین ضرورت ہوتی ہے۔ خیرات مین دیجاوینگی وہ دوسرے جنم مین ان کی تمام چیزین انکو استعمال کرنیکو ملینگی لہذا برہمی مردون کے ایصال ثواب کیلیئے

اعلیٰ درجے کے فرنیچر وغیرہ خیرات کرتے ہیں اور جس طرح ہنود میں اس قسم کی تمام مال کی مستحق برہمن ہوتے ہیں جنکی تقلید میں مسلمانوں نے بھی اپنے بیان کشتہ ملاّ کا ایک فرقہ بنا لیا ہے۔ اسی طرح بدھ مذہب والوں میں اس قسم کے تمام اسباب کے مالک بھونگی ہوتے ہیں۔

بھونگی خود کسی سے سوال نہیں کرتے بلکہ یہ لوگ ہر قسم کی خیرات اور عمدہ عمدہ کھانے بکواکر بھونگیوں کیلئے چھپا بتوں میں بھیجدیتے ہیں۔ خصوصًا مردے کے ایصال ثواب کیلئے انواع واقسام کی لذیذ کھانے تیار کرائے جاتے ہیں۔ کیونکہ مثل ہنود کے بدھ مذہب والوں کا بھی عقیدہ ہے۔ کہ جس جس قسم کے کھانے خیرات کئے جاوینگے۔ دوسرے جنم میں وہی کھانے ملینگے لیکن اگر اتفاق سے کسی بھونگی کے پاس کھانا نہ پہونچے تو وہ آبادی میں جاتا ہے۔ اور دروازہ پر جاکر خاموش کھڑا ہو جاتا ہے۔ سوال مطلق نہیں کرتا۔ جس دروازہ پر بھونگی جاکر کھڑا ہو جاوے مالک مکان کا فرض ہے کہ وہ ضرور کھانا کو دے جب بھونگی کہیں بھیک مانگنے جاتے ہیں تو ہاتھ میں پنکھا بانس کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ اسے منہ کے سامنے کر لیتے ہیں۔ تاکہ عورت کی شکل نہ دکھائی دے۔ لیکن چھپا بتوں میں مرد وعورت ساتھ رہتے ہیں۔ جس وجہ سے اکثر اخلاقی خرابیاں بھی پیدا ہوتی ہیں چھپا بتوں میں عورت ومرد کا ساتھ رہنا اور بھیک مانگتے وقت منہ کے سامنے پنکھا کرنے پر گڑ کھائیں۔ گلگلوں سے پرہیز کی مثل صادق آتی ہے۔ اور جو اس امر کا ثبوت ہے کہ اعتدال سے گذر جانا کسقدر مضر ہے اسلام نے اسی وجہ سے اعتدال پر قائم رہنے کی تاکید کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام رات عبادت کرنے اور بارہ مہینے روزہ رکھنے کی اسی وجہ سے ممانعت کر دی کہ اس میں اعتدال نہیں رہتا۔ بھونگی نہایت موٹے تازے اور مضبوط ہوتے ہیں گال چکنے چپڑے۔ یہ کوئی کام نہیں کرتے اور ہمیشہ خوش رہتے ہیں اور سیر کرتے پھرتے ہیں۔ بیفکری اور عمدہ غذا کھانے کیوجہ سے اور سیر وتفریح کرنیسے یہ نہایت تندرست معلوم ہوتے ہیں۔ سوائے اسکے کہ دیہات میں جو لوگ پڑھنا چاہیں۔ انہیں پڑھا دیں۔ باقی ان کا کوئی کام نہیں ہے۔ بھونگی مردم شماری روز بروز ہونے کیوجہ سے بھونگیوں کی کثرت بھی ہے جس قوم کا کثیر حصہ بالکل بیکار ہو اور بجائے اس کے کہ خود محنت کرے وہ دوسروں پر بار ہو۔ اس قوم کا ترقی پانا ناممکن ہے۔

بھونگیوں کی زندگی پر اگر کوئی بے تعصب اور محقق شخص جس کا دماغ صحیح ہو اگر غور کی نظر ڈالیگا تو یقینًا اسلام کی صداقت کو تسلیم کرے گا۔ اسلام سے قبل دنیا کے تمام مشہور مذاہب میں تارک الدنیا ہونا اور رہبانیت کی زندگی بسر کرنا نہایت ثواب کا کام سمجھا جاتا تھا۔ سب سے پہلے کس نے دنیا کو رہبانیت کی خرابیاں بتائیں۔ وہ کونسا مذہب تھا جس نے رہبانیت کی نہایت سختی کے ساتھ اس وقت مخالفت کی۔ جبکہ یہود میں احبار عیسائیوں میں قسیس اور رہبان اور بدھ مذہب میں بھونگی اور ہنود میں سادھو جوگی۔ بیراگی اور سنیاسی ہونا سب سے بڑی عبادت تھی اور اس گروہ کی عظمت واقتدار اپنی قوم کے دلوں میں بہت زیادہ بیٹھی ہوئی تھی۔ سب سے پہلے ڈنکے کی چوٹ اسلام نے دنیا کو اس مذموم طریقہ کو بتایا۔ اسلامی روشنی سے لوگوں نے فایدہ اٹھایا۔ اور عیسائیوں کی ایک بڑی جماعت کو پروٹسٹنٹ بناکر رہبانیت کا مخالف بنا دیا۔ اب ہنود میں انگریزی تعلیم کی بدولت ایک طرف بعض آریہ لیڈر اور دوسری جانب رائے بہادر لالہ بیجناتھ وغیرہ سادھوؤں کے گروہ کی خرابیاں دکھا رہے ہیں۔ اور سادھوؤں کے گروہ کی بیخکنی کرنے پر آمادہ ہیں۔ لیکن افسوس ہے تو اس کا کہ خود اسلام کے پیرو اسلامی تعلیم سے بے پروائی کر رہے ہیں۔ تاہم اگر مسلمانوں میں دوسری اقوام کے اثر سے کچھ خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ تو یہ قصور مسلمانوں کا ہے۔ نہ خود مذہب اسلام کا۔

ہم بھونگیوں کے حالات سے دوسرا نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ جو لوگ ترک دنیا کے مدعی ہیں وہ خود دنیا داروں سے زیادہ دنیا میں پھنسے ہوئے ہیں بھونگیوں کے بیش قیمت تربند ان کا اعلیٰ درجہ کا فرنیچر ان کی نفیس خوراک اس امر کا ثبوت ہے۔ کیا یہ حالات دیکھنے کے بعد ہمارا فرض نہیں ہے۔ کہ ہم مسلمانوں میں اس طبقہ کی حالت کا کھوج لگا دیں جو دوسروں کی خیرات پر گذر اوقات کرنے والا ہے۔ اگر کھوج لگایا جاویگا تو یہ نتیجہ نکلیگا کہ خیرات دینے والوں کی حالت بدتر ہے۔ خیرات لینے والوں کی حالت سے جو منشاء خیرات کے خلاف ہے دوسرا امر غور طلب یہ ہے کہ ہنود میں اور بدھ مذہب والوں میں تناسخ کا عقیدہ ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ خواہ کھانے کی چیز ہو یا استعمال کی۔ جو کچھ خیرات دیجاویگی وہ دوسرے جنم میں بجنسہ ملیگی۔ لیکن اسلام نے تناسخ کی تعلیم نہیں دی نہ کوئی ایسی تعلیم دی کہ جو چیز بنظر ایصال ثواب دیجاوے وہ بجنسہ ملیگی۔ اور نہ زمانہ رسول اللہ صلعم وصحابہ کرام اور آیمہ معصومین سے یہ ثابت ہے کہ وہ اس طریقہ کی خیرات کرتے تھے۔ آج جیسی کہ ہنود یا بدھ مذہب میں رائج ہے ایسی حالت میں یہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ غور کریں کہ جس طریقہ سے اسلام میں خیرات کی اور میت کو ایصال ثواب کی تعلیم ہو۔ اور جو طریقہ ایصال ثواب کا قرون اولی میں محقق ہوا اسی کی ہم کو پابندی کرنا چاہیے۔ اسلامی تعلیم کی بموجب خیرات نام ہے۔ حاجت روائی کا حاجت خواہ کھانے کی ہو۔ یا پانی کی۔ کپڑہ کی ہو یا نقد روپیہ کی۔ کسی دنیاوی کام کی ہو یا نیک مشورہ کی۔ خیرات کا مقصد ہے۔ کسی شخص واحد کو یا کسی جماعت وقبیلہ کو یا تمام قوم کو کسی تکلیف اتفاقیہ سے جسمیں وہ مبتلا ہو بچانا اور اسکی بہلائی کے اسباب فراہم کرنا خیرات کی غرض ہوتی ہے ثواب حاصل کرنا یا کسی میت کو ثواب پہونچانا پس پابندی طریقہ رسول اللہ یقینًا سب سے بہتر طریقہ ہے۔ اور ہم میں ہر شخص کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے۔ اور نہ صرف عقیدہ بلکہ جو کچھ حیات النبی (روحی فداک) نے فرمایا خود کیا ہے۔ ہم بھی وہی کریں اور ہمیشہ دوسری اقوام کی تشبہ فی الدین سے احتراز کرتے رہیں۔ (البشیر)

التبلیغ

جب سے الحکم کے ذریعہ اپنا رسالت اور قوم کی خدمت کا بوجھ میں نے اپنے سر پر لیا ہے میں ہمیشہ اس ٹوہ اور تلاش میں رہتا ہوں کہ جہانتک ممکن ہو امام الزمان کے ہر قسم کے ملفوظات اور مراسلات یکجا ہو جائیں۔ ڈائری کے التزام کے بعد الحکم نے جو قابل قدر کام کیا وہ اعلیٰ حضرت کے مکتوبات کا جمع کرنا تھا چنانچہ گذشتہ سالوں کے الحکم حضرت حجۃ اللہ کے بیش قیمت مکتوبات سے لبریز ہیں۔ اگرچہ بعض ناقدر شناس زبانوں سے میں نے یہ ناگوار الفاظ بھی سنے کہ الحکم کو بوسیدہ مکتوبات سے پر کیا جاتا ہے مگر میں نے ان کو ناواقف اور بیخبر سمجھ کر معذور سمجھا + جو لوگ ان گوہر نایاب کے قدردان تھے اور ہیں وہ ابتک میری ان مساعی کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اسے احسان عظیم سمجھتے ہیں۔ پھر الحکم کے ذریعہ حضرت حجۃ اللہ کی تعلیم کو یکجا کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ حضرت اقدس کی تفسیر القرآن کو یکجا کر دوں چنانچہ وہ سلسلہ الحکم میں جاری ہے اور اب میں نے ارادہ کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے تمام اشتہارات کو بھی الحکم کے ذریعہ محفوظ کرنیکی سعی کروں۔ میں نے سنہ ۱۸۹۷ء میں مجموعہ اشتہارات چھاپنے کا ارادہ کیا تھا اور اکثر احباب نے زر نقد سے اعانت دینے کی آمادگی ظاہر کی مگر میں نے شکر گزاری کے ساتھ انکو باز رکھا اس مجموعہ کی ایک مجلد طیار کرنے پر صدہا روپیوں کی لاگت آتی ہے۔ میں نے بجائے اسکے کہ ایک کتاب کی صورت میں چھاپوں مناسب سمجھا ہے کہ الحکم ہی کے ذریعہ اسے محفوظ کردوں امید ہے ناظرین الحکم اپنے عاجز خادم کی اس خدمت کو خاص نظر سے دیکھینگے اور اسکی اشاعت کے بڑھانے میں بڑے جوش سے حصہ لینگے۔ الحکم کی اشاعت ہزاروں تک ہونی چاہیے۔ اور ہو سکتی ہے مگر افسوس ہے کہ احباب توجہ نہیں کرتے۔ اور وہ اس قومی فرض سے غافل ہیں۔ میرے مکرم سید امیر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر نے الحکم کو ایک سو خریدار دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور وہ اسوقت تک پانچ خریدار دے چکے ہیں۔ اگر دس امیر علیشاہ الحکم کے ناظرین میں پیدا ہو جائیں تو الحکم دنوں میں ہزاروں تک پہونچ جاوے۔ تاہم میں خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے الحکم کی بہت بڑی ترقی کی امید کرتا ہوں۔

اسی ضمن میں منشی عالم شیر صاحب سارجنٹ کونسٹبل کا بھی شکر گذار ہوں جو الحکم کے کل خریداروں کا قریبًا توسیع اشاعت کے کام میں کفارہ ہو رہے ہیں وہ اس میدان میں بڑی ہمت سے کام کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اور اپنے ارادوں میں کامیاب کرے۔

بہرحال جو لوگ حضرت اقدس کے کل اشتہارات کے مجموعہ کے خواہشمند تھے انہیں بہت اچھا موقع حاصل ہے کہ وہ مجموعہ تو ان کو مفت ملجاویگا۔ اور الحکم کی قیمت ادا کر کے اور بھی بیسیوں عجیب پر معنی اور مفید مضامین سے فایدہ اٹھا سکینگے۔

اطلاع

بعض احباب کی خدمت میں میں نے وی پی ارسال کئے اور وی پی کے ارسال کرنے سے پہلے خطوط اطلاعی لکھے ہمارے بقایاداروں نے ذرا بھی توجہ نہ کی۔ فورًا وی پی انکاری کر کے واپس کر دیا جس سے مطبع کو اور بھی زیر باری اٹھانی پڑی پس بقایادار احباب کی خدمت میں ضروری التماس ہے کہ بقایا ارسال کریں اور

ضروری گذارش لایق توجہ گورنمنٹ

یہ عجیب زمانہ ہے کہ ہمدردی کی بھی ناشکری کیجاتی ہے بعض اخباروں والے خاصکر پیسہ اخبار لاہور اس بات سے بہت ناراض ہوئے ہیں کہ مین نے دوسرے زلزلہ کی خبر کیون شایع کی ہے حالانکہ انکو خوب معلوم ہے کہ جو کچھ مینے شایع کیا وہ نئی بات نہین ہے اور نہ کسیکو آزار دینا اور تشویش میں ڈالنا میرا مقصد ہے مینے پہلے اس سے ۱۹۰۴ء مین ایک زلزلہ شدیدہ کی خبر شایع کی تھی جسکا مضمون یہ تہا کہ ایک زلزلہ سخت آنیوالا ہے جو ہولناک ہوگا اور پھر مینے اسی زلزلہ کے بارہ مین مئی ۱۹۰۴ء مین بذریعہ اخبار شایع کیا کہ وہ زلزلہ آنیوالا ایسا ہوگا کہ جس سے ایک حصہ ملک کا تباہ ہوجائیگا اور بڑی بڑی عمارتیں گرینگی اور جو عارضی طور پر فرودگاہ ہین وہ بھی گرینگی اور جو مستقل سکونت کی عمارتین ہین وہ بھی نابود ہوجائینگی اور اس زمانہ سے پچیس ۲۵ برس پہلے بھی مینے اپنی کتاب براہین احمدیہ مین ایسے زلزلہ کی خبر دی تھی اور لکہا تھا کہ اس سے پہاڑ پہٹ جائینگے اور بڑی آفت پیدا ہوگی اور جب وہ پیشگوئی ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہوگئی اور بندگان خدا کا وہ نقصان ہوا جسکی تحریر کرنیکی حاجت نہین تب مجھے اس حادثہ سے اسقدر صدمہ ہوا تھا کہ جسکے بیان کرنے کیلئے الفاظ نہین اور مین خیال کرتا ہون کہ بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جنکو میری مانند ملک کی اس تباہی کا صدمہ ہوا ہو کیونکہ اس زلزلہ کے بعد مجھے بار بار یہ خیال آیا کہ مینے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شایع کرنیکا تھا اس پیشگوئی کو شایع نہ کیا کیونکہ وہ پیشگوئی صرف اردو کے دو اخبار اور دو رسالہ مین شایع ہوئی تھی اور یہ بھی فروگذاشت ہوئی ہے کہ عربی پیشگوئی کا ترجمہ بھی نہین ہوا تھا اور یہ بھی بڑی غلطی ہوئی کہ انگریزی اخبارون مین اس کو شایع نہین کیا گیا تہا اگرچہ مین اسوقت جانتا تھا کہ میرا لکہنا دلون کو ایک واجبی احتیاط کی طرف مصروف نہین کریگا کیونکہ قوم میری باتون کو بدظنی سے دیکھتی ہے اور ہر ایک بھلائی کی بات جو مین پیش کرتا ہون بجز گالیان سننے کے مین اسکا کوئی صلہ نہین پاتا تاہم میرے دلکو اس غم نے سخت گھیر لیا کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدائے علیم و حکیم کیطرف سے ملی تھی مینے اسکی پورے طور پر اشاعت نہ کی اور اگر مین پورے طور پر اشاعت کرتا اور بار بار متنبہ کرتا تو ممکن تھا کہ اس پر کاربند ہوکر بعض جانین بچ جاتین چنانچہ جسقدر میری جماعت مین سے دہرمسالہ اور کانگڑہ اور کلو وغیرہ مین لوگ رہتے تھے یا ملازم تھے ایک بھی ان مین سے ضایع نہین ہوا اسکی وجہ یہی ہوگی کہ وہ زلزلہ کی خبر کو پہلے سے یاد رکھتے ہونگے اور حتی الوسع اپنی باطنی اصلاح بھی کی ہوگی مین اسی غم اور پریشانی مین تھا کہ یکدفعہ پھر مجھے خدا تعالی کی طرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ اور آنیوالا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا اس خبر کو سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ پڑگیا اور میرے دل کی وہ حالت ہوئی جسکو میرا خدا جانتا ہے اور جیسا کہ مین لکہہ چکا ہون مین پہلے سے بہت شرمندہ تہا کہ مینے زلزلہ کی پہلی خبر کو کما حقہ کیون شایع نہ کیا اور کیون بنی نوع کی پوری ہمدردی نہ کی۔ اب دوسرے زلزلہ کی خبر پاکر میرا دل اس بات کیلئے بے اختیار ہوگیا کہ پہلی فروگذاشت کی اب تدارک کرون اسی غرض سے مینے تین اشتہار شایع کئے تا لوگون کو متنبہ کرون کہ حتی المقدور اپنے اعمال کی اصلاح کرین اور جہانتک ممکن ہو ایسی عمارتون سے بچین جو دو منزل سہ منزل ہین اور اب کی دفعہ مینے پہلی فروگذاشت کو پورا کرنے کے لئے کئی ہزار اشتہار شایع کئے اور اخبارون مین بھی یہی مضمون شایع کرادیا اور پایونیر وغیرہ انگریزی اخبارون مین بھی شایع کرادیا بلکہ اس اطلاع کے لئے ایک چٹھی بخدمت جناب لفٹننٹ گورنر بہادر اور ایک چٹھی جناب نواب لارڈ کرزن وایسرائے بالقابہ کی خدمت مین بھیجی گئی اور ابھی مین اس بات کی طرف متوجہ ہون کہ اگر خدا تعالی اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹالدے اور مجھے اطلاع دے اور یا پورے طور پر بقید تاریخ اور روز اور وقت اس آنیوالے حادثہ سے مطلع فرمادے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے اب ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ کسی بدنیتی یا دلآزاری یا ستانے کے لئے مینے یہ کام نہین کیا اور جس آنیوالے زلزلے مینے دوسرون کو ڈرایا ان سے پہلے مین آپ ڈرا اور ابتک ڈر رہا۔ ایک ماہ سے میرے خیمے باغ مین لگے ہوئے ہین مین واپس قادیان مین نہین گیا کیونکہ مجھے معلوم نہین کہ وہ وقت کب آنیوالا ہے۔ مینے اپنے مریدون کو بھی اپنے اشتہارات مین بار بار یہی نصیحت کی کہ جسکی مقدرت ہو اسے ضروری ہے کہ کچھہ مدت خیمون مین باہر جنگل مین رہے اور جو لوگ بے مقدرت ہین وہ دعا کرتے رہین کہ خدا اس بلا سے بچاوے پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے مین معہ اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل مین پڑا ہون اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہون حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے مگر جس بات سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس ضرر کا یقین ہے اس سے بنی نوع کو ڈرانا بھی شرایط ہمدردی مین داخل ہے اگر مین دیکھون کہ کسی گھر کے حصہ کو آگ لگنے کو ہے اور گھر کے لوگ خواب مین ہین انکو کچھہ خبر نہین اور مین انکو اطلاع نہ دون کہ وہ تشویش مین پڑین گے تو مین ایک سخت گناہ کا مرتکب ہونگا + یہ بھی یاد رہے کہ کسی کمزور بنا پر یہ پیشگوئی نہین کیگئی ہے بلکہ اگر حکام کی طرف سے بھی میرے اس دعوے کی پڑتال ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ سچی نکلی پس جبکہ مین صدہا پیشگوئیونکی سچائی کے تجربہ سے اسبات کے باور کرنے کیلئے ایک بہاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہون کہ جو کچھہ خدا نے مجھے فرمایا ہے سچ ہے تو پھر اس سے لوگون کو متنبہ نہ کرنا ایک ظلم تھا کیونکہ یہ زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہین بلکہ شرطی ہے ہر ایک شخص جو نیک چلنی اختیار کریگا وہ بچایا جائیگا پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے ہان وہ بدمعاش لوگ جو اپنا پیشہ بدکاری حرام خواری خونریزی وغیرہ رکھتے ہین البتہ ایسے اشتہارون سے تشویش مین پڑینگے سو انکی تشویش کی نہ خدا کو پروا ہے اور نہ گورنمنٹ کو اگر انکو خوش رکھنا مقصود ہوتا تو انسانی گورنمنٹین ان کیلئے جیلخانے کیون طیار کرتین میری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کس قسم کی بدظنی ہے جو مخالف لوگ کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ ہمین اپنے اشتہارون سے تشویش مین ڈالدیا ہے مین نہین سمجھ سکتا کہ یہ کیسی تشویش ہے مین منجم ہونیکا دعوی نہین کرتا نہ مجھے علم جیالوجی کی مہارت کا کوئی دعوے ہے صرف یہ دعوے ہے کہ مین خدا تعالے کیطرف سے وحی پاتا ہون مگر اس دعوے کے یہ لوگ سخت مکذب ہین اور اسی بنا پر مجھے کافر اور دجال کہتے ہین اور اسی بنا پر بیس برس کے عرصہ سے یہ لوگ میری تکذیب کر رہے ہین ان لوگون نے ہزارہا اشتہار میری نسبت شایع کئے ہین کہ اس دعوی مین یہ شخص جھوٹا ہے بلکہ اسقدر لعنتون اور گالیون سے بھرے ہوئے میری نسبت دنیا مین اشتہار شایع کرچکے ہین جنسے کم سے کم دس کوٹھے بھر سکتے ہین تو پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیون سے ڈرتے ہون جو شخص ان کے نزدیک جھوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنے مین سچ۲؎ اگر مجھے بندگان خدا کی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو مین ایک ورق بھی شایع نہ کرتا مگر پہلی پیشگوئی کا بڑی زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزارہا جانون کا نقصان ہونا مجھے کھینچ کر اسطرف لایا کہ مین دوسری پیشگوئی کے شایع کرنے مین کوتاہی نہ کرون اور کما حقہ شایع کردون بعض نے میری نسبت خط لکھے کہ تو جھوٹا ہے ہم چاہتے ہین کہ تجھے قتل کردین لیکن اگر میرے ان اشتہارون سے کچھ لوگ احتیاط پر کاربند ہو جائین اور اپنی کچھہ اندرونی اصلاح کرلین اور انکی جانین بچ جائین تو میری جان کیا چیز ہے کیا مینے کبھی مرنا نہین تا اپنی جان سے ایسی محبت رکھون کہ بنی نوع کی ہمدردی بھی چھوڑ دون اور بعض نادان کہتے ہین کہ یہ اشتہارات اس غرض سے لکھے گئے ہین کہ تا لوگ ڈر کر انکی بیعت قبول کرلین مگر اس حق پوشی کا مین کیا جواب دون مین بار بار انہین اشتہارات مین لکہہ چکا ہون کہ اصلاح نفس اور توبہ سے اسجگہ میری یہ مراد نہین ہے کہ کوئی ہندو یا عیسائی مسلمان ہو جائے یا میری بیعت اختیار کرے بلکہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کسی کا مذہب غلطی پر ہے تو اس غلطی کی سزا کیلئے یہ دنیا عدالت گاہ نہین ہے اس کے لئے عالم آخرت مقرر ہے اور جسقدر قومون کو پہلے اس سے سزا ہوئی ہے مثلا آسمان سے پتھر پڑے یا طوفان سے غرق کئے گئے یا زلزلہ نے انکو فنا کیا اسکا یہ باعث نہین تھا کہ وہ بت پرست تھے یا آتش پرست یا کسی اور مخلوق کے پرستار تھے اگر وہ سادگی اور شرافت سے اپنی غلطیون پر قایم ہوتے تو کبھی ان پر عذاب نازل نہ ہوتا

۱؎ اس کے واسطے کوئی تاریخ معین نہین ہے کیونکہ خدا تعالی نے کوئی خاص تاریخ میرے پر ظاہر نہین فرمائی۔ بعض لوگون کو غلطی لگی ہے کہ ہم نے ۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء ہی مقرر کی تھی مگر یہ بالکل جھوٹ ہے ہم نے کوئی تاریخ نہین لکھی ایسی پیشگوئیون مین عموما یہی سنت اللہ ہے چنانچہ انجیل مین بھی صرف یہ کہا ہے کہ زلزلے آوینگے مگر تاریخ مقرر نہین ہے مجھے ابتک قطعی طور پر یہی معلوم نہین کہ اس زلزلہ سے در حقیقت کیا معنی زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ منہ

۲؎ اسجگہ نمونہ کے طور پر مخالفین مین سے ایک کا اشتہار نقل کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ ہماری پیشگوئیون کی جب اسطرح تکذیب